عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ٢٩ | ١٣ تا ٢١/ رمضان المبارک ١٤٣١ھ مطابق ٢٣ تا ٣١/ اگست ٢٠١٠ء | شمارہ: ٣٢

تعلیماتِ نبوی اور حفظانِ صحت کے اصول

غزوۂ بدر اسلام اور کفر کی تاریخی جنگ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ امتیازی خصوصیات

خود کشی دِین و دُنیا کا ابدی خسارہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

ان کھیلوں سے احتراز کریں

عبداللہ، کراچی

س:...... کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان چیزوں سے کھیلنے کے بارے میں: تاش، لوڈو، کیرم بورڈ، اسنوکر، قینچی بازی، پتنگ بازی وغیرہ، یہ کھیل کود کی چیزیں جائز ہیں کہ نہیں؟

(۱) ان چیزوں کے کھیلنے میں فرق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنا فرق ہوگا؟

(۲) بلاشرط ان چیزوں سے کھیلنے میں کتنا گناہ ہوگا؟

ج:...... ان تمام کھیلوں میں عام طور پر شرط ہوتی ہیں یا جوا ہوتا ہے، اس لئے ناجائز ہیں۔ اس کے علاوہ اگر شرط اور جوا نہ بھی ہو تو بھی تضیع اوقات ہے ہی نیز غیر شرفا کا کھیل ہے، لہٰذا ہر حال میں احتراز لازم ہے۔

یہ قادیانیوں کی گپ ہے

شہناز شاہد و عروج فاطمہ، کراچی

س:...... کیا یہ شرعی طور پر ٹھیک ہے کہ چودھویں صدی کے تمام مولانا حضرات یا مولوی اپنے اعمال، کردار یا کسی بھی وجہ سے جنت سے محروم ہو جائیں گے؟ جواب وضاحت سے دیں کیونکہ یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔

ج:...... یہ کسی اسلام دشمن کی نہیں نہیں بلکہ قادیانیوں کی علما کے خلاف نوازش ہے، اور وہ بیچارے بھی سچے ہیں کہ ان چودھویں صدی کے مولوی حضرات نے ان کے نبی و پیغمبر کی نبوت و رسالت کا کریا کرم کردیا ہے۔ بھائی ان کو ناراض نہیں ہونا چاہئے، مرزا صاحب کے کفر و ضلالت کے بیان کرنے میں علما کا کیا قصور ہے؟ اگر مرزا صاحب ایسی یاوہ گوئی نہ کرتے تو یہ بیچارے بھی ان کے خلاف نہ بولتے۔

س:...... کیا تمام مسلمان مرد و خواتین جو صرف اپنے ذاتی مفاد کو ترجیح دیتے ہیں اور صرف ذاتی مفاد کی خاطر سب کچھ کررہے ہیں، شرعی طور پر ان کے سلسلہ میں کیا حکم ہے؟

ج:...... ذاتی مفاد تو ہر ایک کو عزیز ہے، ہاں اگر کوئی دوسرے کو نقصان پہنچا کر یا قومی مفاد کو قربان کرکے ذاتی مفاد حاصل کرے تو یہ جرم ہے۔

س:...... اگر مسلمان داڑھی نہ رکھیں تو کیا قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہوجائیں گے یا ان کے اعمال پر بھی فرق پڑے گا؟

ج:...... بھائی داڑھی رکھنا تو واجب ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''مجھے

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

اللہ نے داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے۔'' اب سوال یہ ہے کہ دنیا میں داڑھی مونڈنے والے سے اللہ کا رسولؐ منہ موڑ لیتا ہے تو کیا بعید ہے کہ آخرت میں بھی منہ موڑ لے۔ تاہم اس کا فیصلہ تو اس دن ہوگا۔

س:...... لاکھوں پاکستانی مرد و بیوہ خواتین، پینشن یافتہ، ریٹائرڈ ملازمین ہر ماہ اپنے خاندان کا خرچ ''قومی بچت مرکز'' میں جمع شدہ رقم کے منافع سے چلاتے ہیں، کیا یہ ان کی ماہانہ آمدنی شرعی طور پر جائز ہے یا حرام میں اس کا شمار ہوگا؟

ج:...... چار لاکھ اگر ایک حرام کام کریں تو کیا وہ جائز ہوجائے گا؟ بھائی قومی بچت اسکیم کے منافع سود کے زمرے میں آتے ہیں، جو کہ حرام اور ناجائز ہیں۔

یہ نام درست ہے

محمد اقبال سمانا، کراچی

س:...... میرے پوتے کا نام ''عیان'' ہے۔ ''عیان'' کے کیا معنی ہیں؟ اور یہ صحیح ہیں؟

ج:...... یہ نام ٹھیک ہے، کیونکہ عیان، عین سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں ظاہر، باہر اور کھلا ہوا۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۹ — ۱۳تا۲۱/رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۴تا۳۱/اگست ۲۰۱۰ء — شمارہ:۳۲

اس شمارے میں!

امریکی پادری کی قرآن کریم کے خلاف ہرزہ سرائی	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفی
غزوۂ بدر: اسلام اور کفر کی تاریخی جنگ	۷	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ	۱۰	مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی
خودکشی: دین و دنیا کا ابدی خسارہ	۱۴	محمد بشیر بابر
تعلیمات نبوی اور حفظانِ صحت کے اصول	۱۵	ڈاکٹر سید تبسم جعفری
رمضان المبارک کی برکتوں کا نزول...	۱۹	ابو مریم
قرآن، اخلاق اور ماہِ رمضان	۲۰	حکیم محمد سعیدؒ
انسانی جان کا تحفظ	۲۳	شاہ بلیغ الدین
دیارِ حبیبؐ سے دیارِ غیر تک (۷)	۲۴	مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ
جناب گورنر کی اختتامی تقریب!	۲۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور راہا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

لندن آفس:
35, Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۷۸۳۴۸۶-۰۶۱، ۴۵۸۳۴۸۶-۰۶۱
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

صحابہ کرامؓ کے زُہد کا بیان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

"حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ: میں شدید سردی کے دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے نکلا، (سردی سے بچنے کے لئے) میں نے ایک صاف کی ہوئی کھال لے کر اسے درمیان سے چیر لیا اور شگاف میں اپنا سر داخل کرلیا اور کمر کو کھجور کی رسّی سے باندھ لیا، مجھے شدید بھوک لگ رہی تھی، اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کھانے کی کوئی چیز ہوتی تو میں اس میں سے کھالیتا، چنانچہ میں کھانے کی چیز کی تلاش میں باہر نکلا اور ایک یہودی کے باغ کے پاس سے گزرا، یہودی اپنی چرخی سے پانی کھینچ کر باغ سیراب کر رہا تھا، میں نے دیوار کے سوراخ سے جھانک کر دیکھا تو یہودی نے کہا: اے دیہاتی! کیا بات ہے؟ کیا فی ڈول ایک کھجور پر پانی کھینچنے کے لئے تیار ہو؟ میں نے کہا: ہاں تیار ہوں! جب میں ایک ڈول نکال لیتا تو وہ مجھے ایک کھجور دے دیتا، اس طرح جب میری مٹھی بھر گئی تو میں نے ڈول چھوڑ دیا، میں نے کہا: مجھے بس اتنا کافی ہے۔ میں نے وہ کھجوریں کھائیں اُوپر سے پانی پی لیا۔ (اس کے بعد) میں مسجد میں آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔"

(ترمذی ج:۲ ص:۷۰)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک بار صحابہ کرامؓ کو بھوک پہنچی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک ایک کھجور عطا فرمائی۔" (ترمذی ج:۲ ص:۷۰)

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مہم پر بھیجا، ہم تین سو آدمی تھے، ہم اپنا توشہ اپنی گردنوں پر اُٹھائے ہوئے تھے (یعنی اتنا کم تھا کہ سواری پر لادنے کی ضرورت نہ تھی) پس ہمارا توشہ ختم ہوگیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ فی کس ایک کھجور یومیہ ملنے لگی۔ کسی نے کہا کہ: حضرت! وہ ایک کھجور کیا کرتی ہوگی؟ فرمایا: جب وہ بھی ختم ہوگئی تب ہمیں اس کی اہمیت محسوس ہوئی۔ پھر ہم سمندر پر گئے تو دیکھا کہ ایک بڑی مچھلی سمندر نے باہر پھینک رکھی ہے، پس ہم اٹھارہ دن تک اس میں سے پیٹ بھر کر کھاتے رہے۔"

(ترمذی ج:۲ ص:۷۰)

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے، ان کے بدن پر صرف ایک چادر تھی جس پر چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو اس ناز و نعمت کو یاد کرکے جو پہلے انہیں حاصل تھی، اور آج کی حالت دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رقت طاری ہوگئی، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جبکہ تم میں سے ایک صبح کو ایک حلے میں نکلے گا اور شام کو دُوسرے میں اور اس کے آگے ایک رکابی رکھی جائے گی اور ایک اُٹھائی جائے گی، اور تم اپنے گھروں پر ایسے پردے لٹکاؤ گے جیسے کعبہ پر پردے لٹکائے جاتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس دن تو ہماری حالت آج کی نسبت بہت اچھی ہوگی، ہمیں کام کاج کی حاجت نہ ہوگی، اور ہم عبادت کے لئے فارغ ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں! بلکہ آج تم اس دن کی بہ نسبت اچھے ہو۔" (ترمذی ج:۲ ص:۷۰،۷۱)

(جاری ہے)

مرزائی تاویلات

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب "ازالہ اوہام" میں محمد رسول اللہ کے متعلق لکھا ہے کہ خداتعالیٰ نے قرآن کریم میں میرا نام محمد بھی رکھا ہے اور رسول بھی۔ العیاذ باللہ۔ یہ کفریہ معنیٰ ہے۔ سورۂ بقرہ کی چوتھی آیت: "وبالآخرة هم یوقنون" کا معنیٰ قادیانی یوں کرتے ہیں: "بالنبوۃ الآخرۃ" یعنی متقی وہ لوگ ہیں، جو آخری نبوت پر یقین رکھتے ہیں اور آخری نبوت مرزا غلام احمد قادیانی مرتد کی لیتے ہیں، حالانکہ آخرت سے مراد یوم آخرت ہے۔ یہ مرزائیوں کی تاویل کی ایک مثال ہے۔ اسی طرح انہوں نے "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کا معنیٰ یہ کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے مہر لگانے والے ہیں یعنی اب جو نبی آئیں گے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے لگ کر آئیں گے۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہر لگا کر دوسروں کو نبی بنا رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

اداریہ

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

امریکی پادری کی

قرآن کریم کے خلاف ہرزہ سرائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانیت کو راہ ہدایت دکھانے، بتانے اور سمجھانے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا، بعضوں پر صحائف اور بعضوں پر کتابیں نازل فرمائیں اور بعض انبیاء علیہم السلام کو سابقہ کتب پر عمل کرانے کے لئے مامور فرمایا۔

تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کو اللہ کی توحید کی دعوت دی، اپنی اطاعت کی طرف امت کو بلایا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں، سرکشیوں اور ہر قسم کی بُرائی سے انہیں دور رہنے کا امر فرمایا۔

جن قوموں نے وقت کے نبی کی بات مانی اور اس کی پیروی کو لازم پکڑا اللہ تعالیٰ نے ان کو سرخروئی عطا فرمائی اور عذاب کی تباہی وبربادی سے محفوظ فرمایا اور جن قوموں نے اپنے اپنے نبی کی حکم عدولی کی اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری سے سرتابی کی اور منہ موڑا، اللہ تعالیٰ کا عذاب مختلف شکلوں میں ان کا مقدر بنا۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے توراۃ عطا کی، قوم یہود نے ابتداً اس کو ماننے سے انکار کیا، پھر ناچار کچھ حصے پر عمل کیا اور کچھ حصے کو متروک العمل قرار دیا اور توراۃ میں تحریف کا تیشہ چلایا، نتیجہ یہ نکلا کہ توراۃ کا اصل شکل میں ملنا ناپید ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو انجیل ملی، کچھ عرصہ بعد یہود نے دین عیسوی کی تعلیمات کو ملیا میٹ کیا اور انجیل کو یکلخت بدل ڈالا۔

امام الانبیاء، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم اترا اور سابقہ طریقہ سے مختلف اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آخری کتاب ہدایت کی حفاظت کا ذمہ خود لیا، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون “... بے شک ہم نے نازل کیا قرآن کریم کو اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں...۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اپنے نزول کے وقت سے آج تک اپنی اصلی شکل اور اصل حالت میں محفوظ وموجود ہے، اس کی زبر، زیر، پیش بلکہ ایک شوشہ میں بھی تحریف وتبدل نہیں ہوا، بلکہ اپنی عظمت ورفعت کے ساتھ آج بھی انسانیت کی ہدایت وراہ نمائی کا سرچشمہ ومنبع یہی کتاب ہے۔

یہود ونصاریٰ کو یہ برداشت نہ ہوا، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ اس کتاب کے ساتھ بھی وہی مکروہ اور ناپسندیدہ عمل دہرانے کا منصوبہ بنایا، اس کا طریقہ یہ نکالا کہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ اس میں لفظی تحریف کی کوششیں کی، اس میں ناکام ہوئے تو معنوی تحریف کے ڈھونگ رچائے، جب ان تمام ہتھکنڈوں میں ناکامی ان کا مقدر بنی تو انہوں نے اس کے جلانے کے پروگرام ترتیب دیئے۔ اس سلسلہ کی خبر ملاحظہ ہو:

”کراچی (رپورٹ: محمد وسیم عباس) بدنام زمانہ ویب سائٹ فیس بک نے ایک مرتبہ پھر اسلام دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے گستاخانہ خاکے شائع کرنے کے ساتھ قرآن جلاؤ مہم شروع کردی۔ پی ٹی اے اور وفاقی حکومت نے فیس بک میں گستاخانہ خاکوں کی دوبارہ اشاعت پر آگاہ کرنے کے باوجود تاحال کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں کی۔ فیس بک پر دوبارہ خاکے شائع کرنے اور قرآن جلانے کی دعوت پر

مسلمانوں میں گہری تشویش اور شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ سماجی ویب سائٹ فیس بک نے مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کرنے کے لئے ایک مرتبہ پھر گستاخانہ خاکوں کی اشاعت اور قرآن جلاؤ مہم شروع کردی۔ فیس بک میں "Everybody Burn Quran Day" کے نام سے پیج بنایا گیا ہے، جس میں قرآن کو جلائے جانے کی توہین آمیز تصاویر اور خاکے رکھے گئے ہیں اور فیس بک استعمال کرنے والوں کو قرآن جلانے کی مہم میں شریک ہونے کی ترغیب دی گئی ہے۔ فیس بک پر مذکورہ پیج بنانے والے نے اسلام اور قرآن کے خلاف لکھا ہے کہ: ''مسلمان کہتے ہیں کہ اسلام امن اور آزادی کا مذہب ہے جو حقیقت میں منافقت ہے، جب تک یہ منافقت جاری رہے گی، قرآن جلانے کا سلسلہ بھی جاری رہے گا، میں بھی لاتعداد مرتبہ ایسا کروں گا، میں آپ کو ہمت دلاتا ہوں کہ آپ بھی قرآن کو ہر کونے پر آگ لگائیں اور اس کی باقیات کو شہر میں چھوڑ دیں، یہ مہم ہر دن خود بخود لوگوں میں پھیل جائے گی۔ میں قرآن کو آگ لگاتے ہوئے ملاؤں کو جو منافقت میں رہ رہے ہیں یہ پیغام دے رہا ہوں کہ قرآن کے ساتھ ایسا ہی کرنا چاہیے جیسا میں کر رہا ہوں۔ میں آپ کو بھی اس مہم میں شامل ہونے کی دعوت دیتا ہوں۔'' لاہور ہائی کورٹ نے ۱۹/مئی کو پاکستان میں فیس بک پر ۳۱ مئی تک پابندی لگائی تھی جس پر پی ٹی اے اور وفاقی حکومت نے لاہور ہائی کورٹ کے حکم پر عمل درآمد کرتے ہوئے مذکورہ ویب سائٹ بند کردی تھی، تاہم پابندی عائد کرتے وقت انہوں نے عدالت کو بتایا کہ فیس بک حکام نے حکومت پاکستان کو یقین دہانی کرائی ہے کہ آئندہ فیس بک پر ایسی مذموم حرکت نہیں کی جائے گی، اس پر لاہور ہائی کورٹ نے ۳۱/مئی سے دوبارہ اس شرط پر فیس بک کھولنے کی اجازت دی کہ اگر گستاخانہ خاکوں جیسی کوئی حرکت پھر کی گئی تو فیس بک پر دوبارہ پابندی عائد کردی جائے گی، تاہم فیس بک پر دوبارہ سے خاکوں کی اشاعت اور قرآن مجید کی توہین کا سلسلہ شروع کردیا گیا ہے اور فیس بک کے حکام کی جانب سے خاکے بنانے اور قران مجید کی توہین کی کھلی چھٹی دی گئی ہے۔ پی ٹی اے حکام کو فیس بک کے مذکورہ مذموم اقدام کی ۳ دن قبل اطلاع دی گئی تھی، لیکن تاحال اس معاملے میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی اور فیس بک پر مسلسل مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کا سلسلہ جاری ہے۔ عوامی حلقوں کا کہنا ہے کہ پاکستان میں فیس بک پر گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کی ذمہ دار پی ٹی اے ہے۔ پی ٹی اے نے صرف وائرس کی بنا پر ملک میں کئی ویب سائٹ پر پابندی لگا کر انہیں بلاک کیا ہے لیکن توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والی فیس بک کو بند نہیں کیا جو معنی خیز ہے۔ پی ٹی اے ملک میں انٹرنیٹ سروس فراہم کرنے کے لئے مختلف کمپنیوں اور اداروں کو لائسنس جاری کرتا ہے۔ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل ۳۱ کے تحت ملک میں کوئی ایسا کام نہیں کیا جاسکتا جو اسلام کے اصولوں کی نفی کرے جب کہ فیس بک توہین رسالت جیسے بڑے اور سنگین جرم کا ارتکاب کررہی ہے اور حکومتی ادارے مکمل طور پر خاموش ہیں۔'' (روزنامہ اسلام کراچی، ۲۷/جولائی ۲۰۱۰ء)

ہم ارباب اقتدار سے یہ کہنا چاہیں گے کہ جس طرح پاکستانی آئین میں یہ درج ہے کہ قرآن وسنت سپریم لاء ہوں گے، تمام پاکستانی قوانین اس کے ماتحت ہوں گے، عملی طور پر بھی آپ اس کو نافذ کریں۔ ۶۳ سال سے قوم، ملک اور عدل وانصاف، انگریز کے بنائے گئے قوانین کے دائرہ میں گھوم رہے ہیں۔ اگر مسلم قوم اپنے اپنے ممالک میں کتاب وسنت کا نظام نافذ کرتی اور اس پر عمل پیرا ہوتی تو آج کافروں کو اللہ کی کتاب کے ساتھ اس مکروہ عمل کی جرأت نہ ہوتی، بلکہ ہماری بدعملی کا نقصان یہ ہوا کہ مسلم عوام نے قرآن وسنت کی بجائے اپنی نسلوں اور اولادوں کو عصری اور مغربی تعلیم کی طرف نہ صرف یہ کہ راغب کیا بلکہ صرف اور صرف اسی تعلیم کو ترقی کا زینہ قرار دیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج مسلم عوام کا برسر اقتدار طبقہ وہی رنگ، ڈھنگ، وہی چال ڈھال اور وہی ذوق ومزاج رکھتا ہے جو مغربی دنیا کا ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ پاکستان بھر میں تمام دینی، مذہبی، سیاسی، سماجی اور پاکستانی عوام کی اکثریت سراپا احتجاج ہیں کہ اس ملعون فیس بک پر پابندی لگاؤ، پاکستان میں اس کو ناجائز قرار دو لیکن مجال ہے کہ یہ طبقہ اس سے ٹس سے مس ہو۔

انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جو قوم اللہ تعالیٰ کی کتاب سے تعلق ومحبت نہیں رکھتی، دنیا میں ان کی معیشت تنگ کردی جاتی ہے اور آخرت میں ایسی قوم اندھی بن کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوگی اور اللہ کا رسول بھی فرمائے گا: ''یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجوراً۔''... اے میرے رب! بے شک میری قوم نے قرآن کریم کو چھوڑ رکھا تھا...۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

غزوۂ بدر: اسلام اور کفر کی تاریخی جنگ

کفر و اسلام کی پہلی جنگ، جسے قرآن نے یومُ الفرقان کے نام سے یاد کیا ہے

علامہ سید ابوالحسن علی ندویؒ

ہجرت کے دوسرے سال رمضان ہی میں بدر کی وہ فیصلہ کن اور تاریخی جنگ ہوئی، جس میں امت اسلامیہ کی تقدیر اور دعوت حق کے مستقبل کا فیصلہ ہوا، جس پر پوری نسل انسانی کی قسمت کا انحصار تھا۔

اس کے بعد سے آج تک مسلمانوں کو جتنی فتوحات اور کامیابی حاصل ہوئیں اور ان کی جتنی حکومتیں اور سلطنتیں قائم ہوئیں وہ سب اسی فتح مبین کی رہین منت ہیں جو بدر کے میدان میں اس مٹھی بھر جماعت کو حاصل ہوئی، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کو ''یوم الفرقان'' (فیصلہ کن دن) قرار دیا ہے:

''اگر تم خدا پر اور اس (کی نصرت)
پر ایمان رکھتے ہو جو (حق و باطل میں)
فرق کرنے کے دن (یعنی جنگ بدر میں)
جس دن دونوں فوجوں میں مڈبھیڑ ہوگئی،
اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل فرمائی۔''

(الانفال:۴۱)

اس جنگ کا پس منظر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ ابوسفیان شام سے قریش کے ایک بڑے تجارتی کارواں کو لے کر مکہ جا رہا ہے، جس میں بڑا مال و اسباب ہے۔ یہ وہ وقت ہے جب مسلمانوں اور مشرکین میں معرکہ آرائی کا سلسلہ جاری تھا اور قریش نے اسلام کی بڑھتی ہوئی قوت کے مقابلے، راہ حق میں رکاوٹیں ڈالنے اور مسلمانوں کے لئے مختلف قسم کی مشکلات پیدا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی، انہوں نے سارے مالی وسائل، سامان جنگ اور ضروری اسباب اس کے لئے وقف کر رکھے تھے اور ان کے جنگی دستے مدینے کی حدود اور چراگاہوں تک پہنچ جاتے تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ ابوسفیان جو اسلام کا بدترین دشمن تھا، اتنے بڑے قافلے کے ساتھ آ رہا ہے تو آپؐ نے لوگوں کو آگے بڑھ کر اس کا سامنا کرنے کا حکم دیا، لیکن اس کا بہت زیادہ اہتمام اور فکر نہیں کی گئی، اس لئے کہ وہ بہرحال ایک تجارتی قافلہ تھا، کسی لشکر کی فوج کشی نہ تھی، ادھر ابوسفیان کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قافلے کے مقابلے کے لئے مدینہ سے روانہ ہو چکے ہیں تو اس نے فوراً اپنا قاصد مکہ بھیجا اور قریش سے فریاد کی کہ وہ اس کی مدد کریں اور مسلمانوں کو آگے بڑھنے سے روکیں، جب یہ فریاد اور پکار مکہ پہنچی تو قریش نے جنگ کی پوری تیاری شروع کر دی اور بہت تیزی کے ساتھ ایک لشکر جرار لے کر مقابلے کے لئے روانہ ہوئے، ان کے سرداروں میں سے کوئی سردار باقی نہیں بچا جو اس میں شریک نہ ہوا ہو، انہوں نے اطراف کے تمام قبائل کو اس میں شریک کر لیا، قریش کی مختلف شاخوں کے آدمی اس میں شامل تھے اور بمشکل کوئی باقی تھا، یہ لشکر بڑی حمیت و نخوت، غیظ و غضب اور انتقامی جذبے کے ساتھ روانہ ہوا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ہوئی کہ قریش کا یہ زبردست لشکر روانہ ہو چکا ہے تو آپؐ نے اپنے اصحاب کرامؓ سے مشورہ فرمایا، لیکن اس وقت آپ کا روئے سخن انصار کی طرف تھا، اس لئے کہ انہوں نے آپؐ سے اسی بات پر بیعت کی تھی کہ وہ مدینے میں آپ کی پوری حفاظت اور مدد کریں گے، جب آپؐ نے مدینے سے روانگی کا قصد فرمایا تو آپؐ نے یہ معلوم کرنا چاہا کہ اس وقت انصار کیا سوچ رہے ہیں؟ سب سے پہلے مہاجرین نے اپنی بات کی اور بہت اچھی طرح آپ کو اپنی حمایت کا یقین دلایا، آپؐ نے دوبارہ مشورہ کیا، مہاجرین نے پھر آپ کی تائید کی، پھر جب تیسری بار آپؐ نے دریافت فرمایا تو انصار کو احساس ہوا کہ آپ کا روئے سخن انصار کی طرف ہے۔ چنانچہ سعد بن معاذؓ نے فوراً اس کا جواب دیا اور عرض کیا کہ: یارسول اللہ! شاید آپ کا روئے سخن ہم لوگوں کی طرف ہے، اور آپؐ ہماری بات سننا چاہتے ہیں، یارسول اللہ! شاید آپ کو یہ خیال ہو رہا ہے کہ انصار نے صرف اپنے وطن اور اپنی سرزمین میں آپ کی نصرت کا ذمہ لیا ہے، میں انصار کی طرف سے عرض کرتا ہوں اور ان کی جانب سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ آپؐ جہاں چاہیں روانہ ہوں، جس سے چاہیں تعلق فرمائیں اور جس سے چاہیں ختم کریں، ہمارے مال و دولت میں سے جتنا چاہیں لیں اور ہم کو جتنا پسند ہو عطا فرمائیں، اس لئے کہ آپؐ جو کچھ لیں گے وہ ہمیں اس سے کہیں زیادہ محبوب ہوگا جو آپؐ چھوڑیں گے، آپ کوئی حکم دیں گے تو ہماری رائے آپؐ کے تابع فرمان ہوگی، خدا کی قسم! اگر آپؐ چلنا شروع کریں، یہاں تک ''برک غمدان'' تک پہنچ

جائیں تب بھی ہم آپ کے ساتھ چلتے رہیں گے، اور خدا کی قسم! اگر آپ اس سمندر میں داخل ہوجائیں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں کود جائیں گے۔

مقدادؓ نے کہا: ہم آپ سے ایسا نہ کہیں گے جیسا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا: ”جاؤ تم اور تمہارا رب، دونوں مل کر جنگ کرو، ہم یہاں بیٹھے رہیں گے۔“ ہم تو آپؐ کے دائیں لڑیں گے اور بائیں لڑیں گے، آپؐ کے سامنے آکر لڑیں گے اور آپؐ کے پیچھے لڑیں گے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گفتگو سنی تو روئے انور خوشی سے دمکنے لگا، اور آپؐ کو اپنے صحابہ کرام کی زبان سے یہ الفاظ سن کر بڑی مسرت ہوئی، آپؐ نے فرمایا: چلو اور بشارت حاصل کرو۔

رسول اللہ ﷺ بحیثیت سپہ سالار

اس موقع پر آپؐ کی غیر معمولی اور بے مثال قائدانہ قابلیت (آپؐ کی ابدی و عالمگیر رسالت کے ساتھ جو اس سب کی بنیاد اور سرچشمۂ الہام و ہدایت ہے) پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ ریز تھی، آپؐ کی حکیمانہ صف بندی اور تنظیم، خطرات اور اچانک حملوں کے سدباب کی تدبیر، دشمن کی جنگی طاقت، اس کی نفری، اس کے پڑاؤ اور مختلف دستوں کی تعیناتی کا صحیح اندازہ یہ وہ چیزیں ہیں جن سے آپؐ کی غیر معمولی جنگی عبقریت کا اندازہ ہوتا ہے اور اس کی ضروری تفصیلات سیرت کی کتابوں میں بیان کی گئی ہیں۔

جنگ کی تیاری

آپؐ کے لئے ایک جگہ جو میدان جنگ کے سامنے ایک ٹیلے پر تھی، چھپر ڈال دیا گیا، اس کے بعد آپؐ میدان میں تشریف لے گئے اور جگہ جگہ اپنے دست مبارک کے اشارے سے فرماتے رہے کہ انشاء اللہ یہاں فلاں آدمی مارا جائے گا، یہاں فلاں آدمی ہلاک ہوگا، اس جگہ فلاں شخص قتل کیا جائے گا، چنانچہ ایک جگہ بھی اس کے خلاف نہیں ہوا اور آپؐ کا فرمانا حرف بحرف صحیح ثابت ہوا اور اس جگہ میں فرق نہیں پڑا، جو جگہ آپؐ نے متعین فرمائی تھی۔

جب دونوں لشکر آمنے سامنے آکر کھڑے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے اللہ! یہ قریش کے لوگ آج اپنے پورے غرور وتکبر کے ساتھ آئے ہیں، یہ تجھ سے جنگ پر آمادہ ہیں اور تیرے رسول کو جھوٹا ٹھہرا رہے ہیں۔“

یہ جمعہ کی رات تھی اور رمضان کی سترہ تاریخ صبح نمودار ہوئی تو قریش اپنے تمام جنگی دستوں کے ساتھ سامنے آچکے تھے اور دونوں فریق صف آرا تھے۔

بارگاہِ الٰہی میں آہ وزاری اور دعا ومناجات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیں درست فرمائیں، پھر ”عریش“ میں واپس تشریف لے آئے، آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی تھے، اس کے بعد آپؐ نے اللہ کے حضور میں گریہ وزاری اور دعا ومناجات کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا، آپ خوب جانتے تھے کہ اگر آج مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ تعداد وقوت کے اصول پر ہے تو نتیجہ معلوم ہے، یہ وہی نتیجہ ہے جو ایک طاقتور اور بڑی جماعت کے مقابلے میں کمزور اور قلیل التعداد جماعت کے ساتھ ہمیشہ پیش آتا ہے، آپؐ نے جب ترازو کے دونوں پلڑوں پر نظر کی تو آپؐ کو مشرکین کا پلڑا کھلے طور پر بھاری نظر آیا، دونوں میں کوئی تناسب ہی نہ تھا، آپؐ نے مسلمانوں کے پلڑے پر وہ پاسنگ رکھ دیا، جس سے وہ اچانک بھاری ہوگیا، آپؐ نے اس مالک الملک اور شہنشاہ برحق کے سامنے اپنی فریاد رکھی اور اس سے نصرت وحمایت کے طالب ہوئے، جس کے فیصلے اور حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا، آپؐ نے اس چھوٹے اسلامی لشکر (جو ہر قسم کے ساز وسامان سے محروم تھا) کے حق میں اللہ تعالیٰ سے سفارش فرمائی، آپؐ نے فرمایا:

”اے اللہ! اگر آج تو نے اس مٹھی بھر جماعت کو فنا کردیا تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا“ آپؐ بے خود وارفتہ ہوکر اللہ تعالیٰ سے دعا کررہے تھے اور یہ فرمارہے تھے کہ: اے اللہ! تو نے مجھ سے جس چیز کا وعدہ کیا ہے وہ پورا فرما، اے اللہ! تیری مدد کی ضرورت ہے، آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاکر دعا فرمارہے تھے، یہاں تک کہ آپ کی چادر شانۂ مبارک سے گر پڑی، حضرت ابوبکرؓ آپ کو تسلی دے رہے تھے اطمینان دلا رہے تھے ان سے آپ کی اتنی زیادہ گریہ وزاری اور بے تابی و بے قراری دیکھی نہیں جاتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چند پاکیزہ نفوس کے لئے اس نازک لمحے میں جن مختصر الفاظ کے ساتھ دعا کی اس میں آپ کا ناز واعتماد، اضطراب و بے قراری، اطمینان قلب اور سکینت اور عجز واحتیاج کے تمام پہلو بیک وقت جلوہ گر تھے، یہ اس امت کا بہترین وصحیح تعارف، اقوام عالم میں اس کے اصل مقام و پیغام اور دنیا کے بازار میں اس کی قیمت، افادیت اور ضرورت کی پوری وضاحت وتعیین کے ساتھ نشاندہی تھی اور اس بات کا اظہار واعلان تھا کہ یہ امت جس سرحد یا محاذ کی حفاظت پر مامور ہے وہ دعوت الی اللہ اور اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت اور کامل اطاعت کا محاذ ہے۔

اس فتح مبین نے (جس نے تمام اندازوں اور تجربات کو غلط ثابت کردکھایا) آپؐ کے ان الفاظ پر ہمیشہ کے لئے مہر تصدیق ثبت کردی اور اس کا عملی ثبوت فراہم کردیا کہ یہ بات حرف بحرف درست تھی اور اس امت کی صحیح، سچی اور بولتی ہوئی تصویر یہی ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے سامنے تشریف لائے اور ان کو خدا کے راستے میں جہاد و شہادت کا شوق دلایا، اسی درمیان میں عتبہ بن ربیعہ

اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید سامنے آئے اور درمیان صف میں آ کر کھڑے ہوئے اور مبارزت طلب کی، ان کے جواب میں انصار کے تین نوجوان نکلے ان کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا، تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا: ہم انصار میں سے ہیں۔ کہنے لگے: شریف لوگ ہو، لیکن ہمارے جوڑ کے نہیں ہو، ہمارے مقابلے کے لئے ہمارے چچازاد بھائیوں (قریش) میں سے کسی کو بھیجو، اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبیدہ بن الحارثؓ، حمزہؓ، علیؓ تم تینوں ان کے مقابلے کے لئے جاؤ، ان کو دیکھ کر انہوں نے کہا: ہاں، اب برابر کی جوڑی ہے۔

سب سے پہلے حضرت عبیدہؓ نے جن کی عمر ان سب سے زیادہ تھی، عتبہ کو للکارا، حضرت حمزہؓ نے شیبہ کو دعوت مبارزت دی اور حضرت علیؓ نے ولید بن عتبہ سے دو دو ہاتھ کیے، حضرت حمزہؓ و حضرت علیؓ نے تو دیکھتے ہی دیکھتے ان دونوں کا کام تمام کر دیا، حضرت عبیدہؓ اور عتبہ میں کچھ ہاتھ ہوئے لیکن کوئی فیصلہ نہیں ہو پا رہا تھا کہ حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اپنی تلواریں لے کر عتبہ پر حملہ آور ہوئے اور اس کا کام تمام کر کے حضرت عبیدہؓ کو زخمی حالت میں واپس لائے اور وہ شہادت سے سرخرو ہوئے۔

آغاز جنگ

اسی وقت دونوں لشکر برسر پیکار ہو گئے اور ایک دوسرے سے بالکل قریب ہو کر جنگ ہونے لگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چلو بڑھو اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن الحمام انصاریؓ نے یہ جملہ سنا تو کہنے لگے کہ: یا رسول اللہ! وہ جنت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! کہنے لگے: واہ، واہ! آپؐ نے فرمایا: یہ بات کیا کہہ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں، یا رسول اللہ! اور کوئی بات نہیں، یہ میں اس خیال سے کہہ رہا ہوں کہ شاید میری قسمت میں بھی یہ جنت ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، ہاں تمہیں، یہ جنت نصیب ہوگی، اس کے بعد انہوں نے اپنے ترکش سے کچھ کھجوریں نکالیں اور کھانے لگے، پھر اچانک کہنے لگے کہ اگر میں نے ان کھجوروں کے ختم کرنے کا انتظار کیا تو بہت دیر لگا دوں گا، اتنا جینے کی تاب نہیں، یہ کہہ کر جو کھجوریں رہ گئی تھیں پھینک دیں اور میدان جنگ میں کود پڑے اور شہادت پائی، یہ جنگ بدر کے پہلے شہید تھے۔

دوسری طرف مجاہدین اسلام صف بستہ اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح لشکر کفار کے مقابلے پر ڈٹے ہوئے تھے، صبر و عزیمت کے پیکر، دل یاد الٰہی میں مشغول اور زبانیں اس کے ذکر و تسبیح میں زمزمہ سنج، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھرپور طریقے پر جنگ میں حصہ لیا، آپؐ دشمن سے سب سے زیادہ قریب تھے اور آپؐ سے زیادہ بہادر اور شجاع اس وقت کوئی دوسرا نظر نہ آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتے بھیجے اور انہوں نے مشرکین کو تہس نہس کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"جب تمہارا پروردگار فرشتوں کو ارشاد فرماتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، تم مومنوں کو تسلی دو کہ ثابت قدم رہیں، میں ابھی ابھی کافروں کے دلوں میں رعب اور ہیبت ڈالے دیتا ہوں تم بھی ان کے سر مار کر، اڑا دو اور ان کا پور پور مار (کر توڑ) دو۔" (الانفال ۱۲)

فتح مبین

یہ جنگ مسلمانوں کی فتح مبین اور مشرکین و کفار کی ذلت آمیز شکست پر ختم ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"خدا کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا ساری ٹولیوں اور گروہوں کو شکست دی۔" (آل عمران ۱۲۳)

آپ نے حکم دیا کہ کفار کے سارے مقتولین اسی اندھے کنویں میں ڈال دیے جائیں جو وہاں تھا، وہ سب اس میں پھینک دیے گئے، آپ وہاں تشریف لے گئے اور اوپر کھڑے ہو کر فرمایا:

"اے کنویں والو! کیا تم کو تمہارے رب کا کہنا سچ نظر آیا؟ میں نے تو اپنے رب کا وعدہ بالکل حق پایا۔"

☆☆ ... ☆☆

اسلام کیا چاہتا ہے؟

اسلام ہر مسلمان سے چاہتا ہے کہ وہ معاشرہ میں انسانیت سے رہے۔ نماز، روزہ وغیرہ فرائض کی ادائیگی کا ہر طرح خیال رکھے، حرام سے پرہیز کرے، قبیح اور مذموم افعال کے ارتکاب سے بچے، کسی کو تنگ نہ کرے، انسانی حقوق کی نگہداشت کرے، یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پوری پوری طرح ادا کرے، کبائر سے بچے، جہاں تک ہو سکے صغائر سے اجتناب کرنے کی کوشش کرے، حلال چیزوں کو اپنائے یعنی کمائی حلال کی ہو، حصول رزق کے ذرائع کسب حلال سے ہوں غرض کھانا، پینا، اوڑھنا بچھونا سب حلال کے ہوں۔ بھائی، بہن، اپنے پرائے سب کے ساتھ انس اور محبت سے رہے، خواہ مخواہ دوسروں کو پریشان کرنے سے بچے، کسی پر ظلم اور تعدی نہ کرے اور نہ اپنے پر ظلم اور تعدی ہونے دے اور ریا کی بیماری کا مریض بھی نہ ہو، ایسا انسان سچا مسلمان ہے، ایسے آدمیوں کو جنت میں جانے کی بشارت دی گئی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حیات وخدمات اور امتیازی خصوصیات

مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی

عائشہ آپ کا نام، صدیقہ اور حمیرا لقب، ام المومنین خطاب، ام عبداللہ کنیت ہے۔ ہجرت سے تین برس پہلے چھ سال کی عمر میں بیاہی گئیں، شوال ۱ ہجری میں نو برس کی تھیں کہ رخصتی ہوئی۔ ربیع الاول ۱۱ ہجری میں بیوہ ہوگئیں اور ۵۸ ہجری میں وفات پائی۔

انسان کی قدر ومنزلت اس کے اخلاق وکردار کی پاکیزگی، زہد وورع، جود وسخا، راست گفتاری و شیریں کلامی، فصیح وبلیغ طرز ادا ژرف نگاہی، دقیقہ سنجی، زبردست حافظہ، ملکۂ استنباط مسائل وحل مشکلات مجتہدانہ بصیرت وفیضان سے ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمام صفات سے آراستہ اور مذکورہ بالا صفات میں اپنے معاصرین سے ممتاز تھیں، ان کا بچپن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آغوش میں گزرا، جن کا دولت کدہ دور جاہلیت اور ابتدائی عہد اسلامی میں مادی وروحانی غذا کا مرکز تھا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دولت کدے سے قریش دوگونہ صفات علم وطعام کی وجہ سے مانوس تھے، چنانچہ وہ جب اسلام لائے تو ان کے ساتھ جن کا اٹھنا بیٹھنا تھا وہ سب مسلمان ہوگئے۔

عنفوان شباب کا زمانہ کاشانۂ نبوت میں بسر ہوا جو اسلام کی دعوت اور بنی نوع انسان کی اصلاح و ہدایت کا معدن وسرچشمہ تھا، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بقیہ زندگی یاد الٰہی اور علم دین کی خدمت میں گزاری، انہی وجوہ سے مورخین و تذکرہ نگاروں نے ان کا تذکرہ نہایت شاندار الفاظ میں کیا ہے، چنانچہ مورخ اسلام علامہ شمس الدین ذہبی (المتوفی ۷۴۸ ہجری) حسب ذیل الفاظ سے ان کے تذکرے کا آغاز کرتے ہیں:

''ام المومنین عائشہؓ دختر امام صدیق اکبر، خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر عبداللہ بن ابی قحافہ قریشیہ، تیمیہ، مکیہ، بنویہ، ام المومنین زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خواتین امت میں مطلقاً سب سے بڑھ کر فقیہ تھیں۔''

مورخ حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے طبقۂ اولیٰ کے حفاظ حدیث میں حضرت عائشہؓ کا شمار کیا اور پھر لکھا ہے:

''ام عبداللہ، محبوبۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دختر، بلند ترین فقہائے صحابہ میں تھیں۔''

فقیہ ابو اسحاق الشیرازی (المتوفی ۴۷۴ ہجری) نے کتاب ''طبقات الفقہاء'' میں جلیل القدر مجتہدین صحابہ کرامؓ میں ان کا تذکرہ کیا ہے جن کے سینوں میں احادیث رسول کا ذخیرہ سب سے زیادہ محفوظ تھا۔ بکثرت فتوے ان سے منقول ہیں اور وہ پیش آمدہ مسائل کے حل میں بہت ممتاز تھیں، چنانچہ علامہ علی ابن حزم اندلسی (المتوفی ۴۵۶ ہجری) ''الاحکام فی اصول الاحکام'' میں رقم طراز ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جن سے بکثرت فتوے منقول ہیں، ان میں ام المومنین حضرت عائشہؓ، عمر بن خطابؓ، ان کے فرزند عبداللہؓ، علیؓ بن ابوطالب، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن مسعودؓ اور زید بن ثابتؓ ہیں۔ یہ وہ صحابہ کرامؓ ہیں کہ ان میں سے ہر ایک صحابی کے فتوے جمع کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب الفتاویٰ تیار ہوسکتی ہے، خلیفۃ المومنین مامون کے پڑپوتے ابوبکر محمد بن موسیٰ بن یعقوب نے جو علم حدیث میں ائمہ اسلام میں تھے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے فتویٰ ایک ضخیم کتاب میں جمع کئے تھے۔

مشکل مسائل میں وہ مرجع خلائق تھیں

اسی مجتہدانہ صفت کی وجہ سے حضرت عائشہؓ مرجع خلائق بنی ہوئی تھیں، چنانچہ صحابہ کرامؓ دینی امور میں ان سے مشورے کرتے اور مشکل مسائل کے بارے میں ان سے پوچھتے، ان کی رائے وفتویٰ پر عمل کرتے تھے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا بیان ہے، ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب کوئی نیا مسئلہ آیا، ہم نے حضرت عائشہ سے اس کے متعلق پوچھا تو ان کے پاس علمی حل پایا۔

حضرت عائشہؓ کے نامور تلمیذ مسروق بن اجدع (المتوفی ۶۳ھ) فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہؓ سے فرائض کے مسائل پوچھتے بڑے بڑے صحابہ کرامؓ کو دیکھا ہے۔

امام زہری کا بیان ہے، تمام ازواج مطہرات بلکہ تمام خواتین کا اگر علم جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم سب سے افضل ہوگا۔

ابن سعد ''الطبقات الکبریٰ'' میں لکھتے ہیں، حضرت عائشہ عہد صدیقی، فاروقی وعثمانی میں مستقل طور سے منصب افتاء پر ممتاز تھیں اور تاحیات ان کا یہ فیض جاری رہا۔

حضرت عائشہ کا انداز تفقہ مالکی مذہب پر اسی طرح اثر انداز ہے جس طرح عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا انداز تفقہ اثر انداز ہوا ہے، چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں فرماتے ہیں:

''تابعین میں سعید بن المسیبؒ ابراہیم نخعیؒ اور ان کے ہم پایہ علما نے تمام ابواب فقہ کی ترتیب کی۔ ان کے پاس اصول وقواعد مرتب تھے جن کو انہوں نے اپنے اسلاف سے حاصل کیا تھا۔ سعید بن المسیبؒ اور ان کے تلامذہ کا نظریہ ومسلک یہ تھا کہ علمائے حرمین کو فقہ میں پختگی ورسوخ حاصل تھا۔ چنانچہ ان کے فقہی مذہب کی اساس عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہؓ اور عبداللہ بن عباسؓ کے فتوے اور مدینے کے قاضیوں کے فیصلے ہیں۔''

یہاں یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ حضرت عائشہ کا انداز تفقہ فقہ حنفی پر بھی کم وبیش اسی طرح اثر انداز ہوا ہے، جس طرح فقہ مالکی پر اثر انداز ہوا ہے، چنانچہ ''کتاب الآثار ومسند ابی حنیفہ'' میں جو روایات ان سے مروی ہیں وہ غالباً موطا امام مالکؒ میں ان سے مروی روایتوں سے کم نہ ہوں گی۔

عالم کی عظمت وشہرت کا معیار

مورخین وارباب تذکرہ نے ایک نامور عالم کی عظمت وشہرت کے دو معیار قرار دیئے ہیں، چنانچہ علامہ ابوالطیب عبدالواحد لغوی (المتوفی ۳۵۰ ہجری) مراتب النحویین میں رقم طراز ہیں: ''عالم کی شہرت، اس کی تصانیف اور اس سے روایت کرنے والوں سے ہوتی ہے۔''

مذکورہ بالا ہر دو معیار سے دیکھا جائے تو حضرت عائشہ صدیقہ کا مرتبہ بہت بلند ہے، بکثرت روایت کرنے والے صحابہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عائشہؓ کا نام آتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے کل تین ہزار تین سو ستر ۳۳۷۰ احادیث روایت کی گئی ہیں اور ان کے تلامذہ کی تعداد بھی حضرت عائشہؓ کے تلامذہ سے زیادہ ہے، فرق یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کا شمار ممتاز مجتہدین صحابہ کرامؓ کے زمرے میں نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ کی جملہ روایات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث کی مجموعی تعداد دو ہزار اکیاسی ۲۰۸۱ ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ذخیرۂ احادیث میں ایک سو چوہتر ۱۷۴ احادیث متفق علیہ ہیں، جنہیں امام بخاری وامام مسلم دونوں نے اپنی کتاب کی زینت بنایا ہے اور چون ۵۴ روایات ایسی ہیں جنہیں امام بخاری نے صحیح بخاری میں نقل کیا ہے اور انہتر ۶۹ روایات ایسی ہیں جنہیں امام مسلم نے صحیح مسلم میں نقل کیا ہے، بقیہ روایات سنن اربعہ میں منقول ہیں۔ صحاح ستہ میں ان سے روایت کرنے والے تلامذہ کی تعداد دو سو چوبیس ۲۲۴ ہے، ان میں سب سے زیادہ روایت کرنے والے: (۱) عروہ بن الزبیرؓ (۲۲۔۹۳ھ ۶۴۳۔۷۱۲ء) ہیں، انہوں نے ان سے براہ راست ایک ہزار پچاس ۱۰۵۰ احادیث روایت کیں، جو مسند عائشہؓ کا نصف حصہ ہیں، اور (۲) اسود بن یزید بن قیس نخعی کوفی (المتوفی ۷۵ھ) نے ایک سو ستر ۱۱۷۰ اور ان کے (۳) بھانجے ابراہیم بن یزید بن قیس نخعی کوفی (المتوفی ۹۶ھ) نے سات سو ستائیس ۷۲۷ احادیث روایت کی ہیں (۴) قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ (المتوفی ۱۰۶ھ) نے ایک سو سینتیس ۱۳۷ احادیث روایت کی ہیں، (۵) عمرہ بنت عبدالرحمٰن انصاریہؒ نے بہتر ۷۲ احادیث روایت کی ہیں۔

عروہ بن الزبیرؒ کے تلامذہ میں ان کے تلمیذ و فرزند ہشام نے پانچ سو چورانوے احادیث روایت کی ہیں اور محمد بن مسلم بن شہاب زہری نے تین سو پچپن ۳۵۵ احادیث روایت کی ہیں۔

اکابرین تابعینؒ حفاظ حدیث وفقہائے سبعہ جو اکابرین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی موجودگی میں فتویٰ دیتے تھے، ان میں اکثر و بیشتر حضرت عائشہ، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین کے تربیت یافتہ وشاگرد تھے، چنانچہ ابن القیم الجوزیؒ اعلام الموقعین میں رقم طراز ہیں:

''اکابرین تابعین جو دینی امور میں فتویٰ دیتے تھے اور لوگ ان سے فتوے لیتے تھے، حالانکہ بڑے بڑے صحابۂ کرامؓ موجود تھے اور وہ اس امر کو ان کے لئے روا رکھتے تھے، ان میں بیشتر نے علوم کی تحصیل حضرت عمر، عائشہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے کی تھی۔''

مکثرین صحابہ کرامؓ (بکثرت روایت کرنے والے صحابہؓ) اکابرین تابعین کم وبیش حضرت عائشہؓ کے شاگرد تھے، اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن وسنت کی اشاعت اور فقہائے کرام کی تعلیم وتربیت میں حضرت عائشہ کی خدمات حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہم کی خدمات کی ہم پایہ ہیں، اس امر کا اندازہ اس بات سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ خواتین میں حضرت عائشہ کی سہ گانہ تلمیذ خواتین سے بڑھ کر کوئی عالم وعلامہ نہ تھی۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں رقم طراز ہیں:

''عورتوں میں ان کی شاگردوں میں عمرہ دختر عبدالرحمٰن، حفصہ دختر سیرین اور عائشہ دختر طلحہ سے

زیادہ علم رکھنے والی کوئی اور خاتون نہ تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے معاصرین پر علمی گرفتیں کیں۔ ان کی تصحیح کی، ان پر استدراک کیا، چنانچہ مورخ ابن کثیر نے لکھا ہے:

''ام المومنین حضرت حضرت عائشہؓ بعض مسائل میں صحابہؓ کرام سے منفرد ہیں جو ان کے سوا کسی اور کے پاس نہیں مل سکے، ان کے بعض مختار مسائل ہیں جن میں وہ منفرد ہیں اور جو روایات حضرت عائشہؓ کی احادیث کے خلاف آئی ہیں ان میں ایک نوع کی تاویل کی گنجائش نکل سکتی ہے، اس قسم کی روایات کو بہت سے ائمہ نے جمع کیا ہے۔''

حضرت عائشہؓ کی روایات پہلی صدی ہجری میں قید تحریر میں آ گئی تھیں، چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جن کا دور خلافت ۹۹۔۱۰۱ھ ہے، قاضی مدینہ ابوبکر بن محمد بن حزم (المتوفی ۱۱۷ھ) کو فرمان شاہی بھیجا تھا کہ جو ذخیرۂ حدیث بروایت عمرہ بنت عبدالرحمٰن انصاریہ (المتوفاۃ ۹۸ھ) عن عائشہ آپ کے پاس محفوظ ہے، قلم بند فرما کر ارسال فرمائیں اور اسی طرح کا فرمان قاسم بن محمد المتوفی ۱۰۷ھ کو بھیجا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تلامذہ کی کثرت پھر تلامذہ کی جلالت قدر وشان تفقہ واجتہاد اور ان کی روایات کی کتابی صورت میں تدوین حضرت عائشہ کی عظمت وجلالت علمی اور ان کی شہرت وقبولیت کی شاہد عدل ہے، انہی وجوہ سے مورخ ذہبی نے لکھا ہے: ''حضرت عائشہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بابرکت پاکیزہ وکثیر علم روایت کیا ہے۔ انہی وجوہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت وبرتری سب پر عیاں ہے۔'' صحیحین میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے:

''مردوں میں بہت کامل ہوئے ہیں، لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کے سوا کوئی کامل نہیں ہوئی، عورتوں پر حضرت عائشہؓ کی فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت بقیہ کھانوں پر۔''

مفسرین صحابہؓ میں حضرت عائشہؓ کا مقام

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں طبقات المفسرین کے زیر عنوان صحابہ میں صرف دس صحابہ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابوموسیٰ اشعری اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین کی نشاندہی کی اور پھر لکھا ہے: ''خلفائے اربعہ میں تفسیر سے متعلق روایتیں سب سے زیادہ حضرت علیؓ بن ابی طالب سے منقول ہیں اور تین خلیفہ حضرت ابوبکر، عمر وعثمان رضی اللہ عنہم سے بہت ہی کم روایات مروی ہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے بہت پہلے وفات پائی اور حضرت ابوبکر سے حدیث کے باب میں کم روایتیں کی جانے کی وجہ بھی یہی ہے، قرآن کی تفسیر کے سلسلے میں ان سے بہت ہی کم احادیث وآثار منقول ہیں اور میری یادداشت میں وہ دس سے زیادہ نہیں ہیں۔''

حضرت عائشہؓ سے قرآنی آیات کی تفسیر کے سلسلے میں کثیر روایات آئی ہیں، جس نے تفسیر ابن کثیر کا سرسری مطالعہ کیا ہے وہ ہمارے اس دعوے کی تصدیق کرے گا، پھر اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ امت میں تنہا حضرت عائشہ صدیقہؓ کو یہ فخر حاصل ہے کہ وحی ان کے لحاف میں اترتی تھی، وہ اس کی محرم اسرار تھیں، فقیہہ، مجتہدہ، تھیں اور مجتہد کی نظر آیات احکام پر نہایت گہری ہوتی ہے، اگر جستجو اور تلاش کیا جائے تو تفسیر کے باب میں ان سے جو روایات مروی ہیں وہ حضرت ابوبکر وحضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے بہت زیادہ نکلیں گی۔ ان وجوہ کے باوجود علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا حضرت عائشہؓ کو مفسرین صحابہ کے اس طبقے میں ذکر نہ کرنا اور اپنی کتاب ''المفسرین'' میں بھی انہیں نظر انداز کرنا موجب حیرت ہے، وہ بلاشبہ اسی طبقے میں داخل ہیں اور اس سے زیادہ حیرت وتعجب کی بات یہ ہے کہ ان کے نامور تلمیذ شمس الدین محمد بن علی دادری (المتوفی ۹۴۵ھ) نے اپنی کتاب ''طبقات المفسرین'' میں حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ بن ابی طالب، ابی بن کعبؓ عبداللہ بن مسعودؓ، زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن زبیرؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ جیسے اکابر مفسرین صحابہ کرام کا سرے سے ذکر ہی نہیں کیا ہے۔

اسرار شریعت ومصالح دین کا علم نہایت دقیق علم ہے، اس علم میں جن معدودے چند دقیقہ رس صحابہ کرامؓ کو دست گاہ کامل حاصل تھی اسی زمرے میں حضرت عائشہؓ کا شمار ہے، چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں رقم طراز ہیں:

''رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علم اسرار اور مصالح شریعت کے اصول وفروغ کی داغ بیل ڈالی۔ اس کی راہیں ہموار کیں اور فقہائے صحابہ جیسے امیر المومنین عمر، علی، زید بن ثابت، ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہم نے اس علم سے بحث کی اور ان امور میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنما نقوش پر گامزن رہ کر مصالح دینیہ کے وجوہ واسباب کی نشاندہی کی۔''

خطیبوں اور بلند پایہ ادیبوں میں حضرت عائشہؓ کا مقام بہت بلند تھا، انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی آغوش میں تربیت پائی تھی، جن کا دولت کدہ شعر وادب اور تاریخ وانساب عرب کا گہوارہ تھا، ان کی خطابت اور برمحل اور برجستہ ادیبانہ مسکت جوابات کا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اعتراف تھا، چنانچہ ایک موقع پر فرمایا تھا: ''آخر وہ

ابوبکر کی بیٹی ہیں۔"

حضرت عائشہؓ کے فصیح و بلیغ خطبوں اور ناصحانہ و ادیبانہ جملوں سے حدیث اور ادب و تاریخ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں حدیث ام زرع (قصہ ام زرع) انہی کی روایت سے کتب حدیث میں محفوظ ہے، جس کی شرح ائمہ لغت نے لکھی ہے۔ تاریخ طبری اور "العقد الفرید" ابن عبدربہ ان کے معرکۃ الآرا خطبوں سے مالا مال اور ان کی ادیبانہ شان کا شاہد عدل ہیں۔

حضرت عائشہؓ کی یکتا و یگانہ خصوصیات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مذکورہ بالا صفات کے علاوہ مندرجہ ذیل امتیازی خصوصیات حاصل تھیں جن میں امت میں ان کا کوئی سہیم و شریک نہیں، چنانچہ وہ فرماتی تھیں:

(۱) فرشتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میری تصویر لے کر حاضر ہوا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا جب میں چھ برس کی تھی۔

(۳) میں نو برس کی عمر میں آپؐ کے حرم میں داخل ہوئی۔

(۴) باکرہ خواتین میں مجھ سے شادی ہوئی اور کسی سے نہیں۔

(۵) رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے ساتھ استراحت فرماتے، میرے لحاف میں وحی آتی تھی۔

(۶) میں خواتین وازواج مطہرات میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھی۔

(۷) میری وجہ سے امت کو تیمم کی رخصت ملی۔

(۸) جبرئیل امین کو میں نے دیکھا۔

(۹) میری پاک دامنی و برأت میں قرآنی آیات اتریں۔ اس کے علاوہ چند اور بھی فضیلتیں اور امتیازات آپ کو حاصل تھے۔

(۱۰) انہیں اپنی باری میں دو دن ملے تھے، اس لئے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری کا دن بھی انہیں دے دیا۔

(۱۱) رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کے وقت مسواک کرنا چاہی تو آپؓ نے اسے چبا کر نرم کرکے سرکار دو عالمؐ کے دہن مبارک میں رکھا، اس طرح دم واپسیں آپؐ کے لعاب دہن کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لعاب دہن یکجا ہوا۔

(۱۲) رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آغوش میں انتقال فرمایا۔

(۱۳) رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی انہی کی باری کے دن ہوئی تھی۔

(۱۴) میرے حجرے میں آپ کی تدفین ہوئی۔

(۱۵) وہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئی تھیں، ماں اور باپ دونوں اسلام کی دولت سے سرشار تھے، ازواج مطہرات میں یہ امتیاز بھی انہی کو حاصل تھا۔

(۱۶) انہی کا گھر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن فرشتوں سے معمور تھا۔

مورخ اسلام ذہبی نے "سیر اعلام النبلاء" میں تصریح کی ہے کہ روایت میں آتا ہے، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پاک و پاکیزہ چیز کو پسند فرماتے تھے، آپ نے فرمایا کہ میں اگر امت میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اخوت اسلام میں سب سے افضل ہے۔ آپؐ نے سب سے افضل و بہتر مرد کو اپنا حبیب اور امت میں سب سے بہتر و افضل خاتون کو اپنا محبوب بنایا۔

☆☆......☆☆

حق گوئی

شیخ عثمان خرکوشیؒ نیشاپوری (المتوفی ۴۱۶ھ) بڑے پائے کے عالم اور اونچے درجے کے مقرر تھے۔ سلطان محمود غزنوی کے دربار میں ان کی خاصی عزت تھی۔ سلطان ان کی بڑی قدر کرتے تھے، اکثر و بیشتر خود ان کے مکان پر چلے جاتے، ایک مرتبہ سلطان نے اہل نیشاپور پر کچھ سختی کی اور ان کا مال جبراً حاصل کرلیا۔ سلطان، حضرت شیخ خرکوشیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو باتوں باتوں میں سلطان نے شیخ سے کہا کہ: "آج کل میرے دل پر ایک بوجھ سا محسوس ہوتا ہے۔" شیخ نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فوراً کہا: معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے لوگوں کا مال ناحق حاصل کیا ہے، جو آپ کے دل پر بوجھ بنا ہوا ہے، یہ سنتے ہی سلطان گہری سوچ میں پڑ گیا اور اسی روز سے سلطان کے عمل میں تبدیلی واقع ہوگئی۔

ہمارے حکام اور علما کو اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ کسی بڑے آدمی کے سامنے حق بات کہنا سب سے بڑا جہاد ہے۔

مگر یہاں اپنا ذاتی منافع اور ذاتی مفاد زبان پکڑ لیتا ہے اور حق بات کہنے نہیں دیتا۔ حلوے کی تھالی ہمارے بااثر طبقہ کے منہ بند کرنے کے لئے عموماً سیمنٹ کا کام دیتی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

انتخاب: اے ایل طاہر، کراچی

خود کشی

دین ودنیا کا ابدی خسارہ

بشیر بابر

کچھ عرصے سے ملک میں خودکشی کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے۔ زندگی انسان کی سب سے قیمتی متاع ہے، دنیا کی کوئی چیز اس سے بڑھ کر نہیں ہوسکتی، بنیادی طور پر مذہب اور قانون کے حوالے سے خودکشی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ دین اسلام میں اس بارے میں سخت ہدایات ہیں اور خودکشی کو حرام موت کہا گیا ہے۔ اسلام کی رو سے انسان اپنی جان کا مالک ومختار نہیں ہے، انسان کی جان اور اس کا وجود اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کی امانت ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

”ہم نے موت اور زندگی کو تمہاری آزمائش کے لئے پیدا کیا ہے کہ تم میں سے کس کا عمل سب سے بہتر ہے۔“

(الملک ۲)

انسان چونکہ اپنے جسم وجان کا مالک نہیں ہے، اس لئے اسے اپنی جان ختم کرنے کا اختیار بھی نہیں ہے۔ جان لینے کا اختیار صرف اسی قادر مطلق اور خالق کا ہے جس نے یہ جان تخلیق فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔“ (البقرہ:۱۹۵)

دوسری جگہ ارشاد ہوا:

”اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بلاشبہ اللہ تم پر بڑا مہربان ہے۔“ (النساء:۲۹)

اللہ تعالیٰ کے انسان پر بے شمار احسانات اور انعامات ہیں، اگر انسان ساری عمر شکر ادا کرتا رہے تو اس کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔ شریعت پر عمل کرنے سے بندے کی آخرت کے ساتھ ساتھ، دنیا بھی سنورتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے وہ نیک بندے جو شریعت پر عمل پیرا ہوتے ہیں، وہ اللہ کے نزدیک قابل عزت ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی خوب عزت پاتے ہیں۔

اسلام کی رو سے زندگی نعمت باری تعالیٰ اور موت اختیار خالق ہے، یہ دونوں بندے کے دائرۂ اختیار سے باہر ہیں، جو زندگی کو پیدا کرنے والا ہے، اسے سلب کرنے کا حق بھی اسی کو حاصل ہے، اس لئے حدیث پاک میں موت کی تمنا کرنے اور اس کی دعا کرنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص گلا گھونٹ کر اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے، وہ دوزخ میں بھی اپنا گلا گھونٹتا ہی رہے گا۔ (بخاری) اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فعل اپنی دنیا کے ساتھ عاقبت بھی برباد کردینے کے مترادف ہے۔ شریعت میں اس پر سخت وعیدیں فرمائی گئی ہیں۔ انسان نے خودکشی کرنے کے جو طریقے ایجاد کئے ہیں، ان میں زہرخورانی اپنے آپ کو گولی مارنا، دریا میں چھلانگ لگالینا، لٹک کر پھانسی لے لینا، اونچی عمارت سے چھلانگ لگالینا وغیرہ خودکشی کے عام طریقے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر پیدا کیا ہے، شعور اور لاشعور عطا کیا ہے، اس کے لئے کرۂ ارض پر نعمتیں پیدا کی ہیں: ہوا، پانی، اناج، پھل، دھوپ، چھاؤں، اس کی معاشرتی زندگی میں اس کے ماں باپ، بہن بھائی، اولاد اور بیوی جیسے رشتوں سے نوازا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو ٹھکرا دینا ناشکری نہیں ہے؟ انسان اگر چاہے بھی تو ان نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔ امانت کا ادا کرنا شرعی حکم ہے۔ انسان کے پاس اللہ کی سب سے بڑی امانت اس کی اپنی زندگی ہے، جس طرح دوسرے کی امانت بندے کو اپنی مرضی سے استعمال کرنے کا حق نہیں ہے، اسی طرح اللہ کی اس امانت (زندگی) میں بندے کو بھی اختیار نہیں دیا گیا کہ جو چاہے کرے، بلکہ یہ زندگی اللہ کی امانت ہے تو امانت دینے والے کی مرضی کے مطابق اس زندگی کو گزارنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی شخص اس وقت تک مر نہیں سکتا، جب تک قدرت کی طرف سے اس کی موت کا متعین شدہ وقت نہ آپہنچے، لیکن دنیا میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ صرف یہ کہ مرنے سے نہیں ڈرتے بلکہ خودکشی کے ذریعے اپنی زندگی کا خاتمہ خود اپنے ہاتھوں کرلیتے ہیں۔ اسلام اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ حالات کتنے ہی سنگین کیوں نہ ہوجائیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہوکر خودکشی نہ کی جائے۔

ہمارے معاشرے میں رونما ہونے والے خودکشی کے رجحان اور اس لعنت کا سب سے بڑا سبب دینی تعلیمات سے دوری ہے، جو شخص اللہ کے احکامات اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرے گا، اس دنیا میں بھی کامیاب ہوگا اور اس کے لئے آخرت کی فلاح بھی مقرر کردی جائے گی اور جو خودکشی کا ارتکاب کرتا ہے وہ اس کے لئے دنیا وآخرت دونوں میں خسارے کا باعث ہوگا، خودکشی کا بڑھتا ہوا رجحان جہاں دینی تعلیمات سے دوری کا نتیجہ ہے وہاں اس میں حکمرانوں کی عوام کے حقوق سے غفلت اور لاپرواہی کا بھی بڑا دخل ہے۔ سیدنا عمر فاروق اعظمؓ نے اپنی شہادت سے چند روز قبل حج کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ اگر میں زندہ رہا تو اپنی مملکت کے صوبوں کا پیدل دورہ کروں گا اور ان صوبوں میں پہنچ کر ان بیواؤں کے گھروں پر دستک دوں گا اور پوچھوں گا کہ تمہارا گزر اوقات کیسے ہوتا ہے؟ خلفا کی سیرت کا کچھ حصہ بھی ہمارے ارباب اقتدار حاصل کرلیں اور اللہ تعالیٰ کا دین اور نظام مصطفیٰ اپنی اصل، مکمل اور جامع شکل میں نافذ کردیں تو ملک ومعاشرے کی فضا تبدیل ہوجائے پھر اس کے سائے میں سب کے لئے امان ہوگا، سب کو حقوق حاصل ہوں گے۔ ☆☆☆

تعلیماتِ نبوی اور حفظانِ صحت کے اصول

ڈاکٹر سید تبسم جعفری

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ میں ایک طبیب کو کلینک کے لئے نامزد کیا گیا، اس کے پاس اکا دکا مریض آتے، اس نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ مدینے میں لوگ بیمار نہیں ہوتے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم تو آپ ؐ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق زندگی گزارتے ہیں، اس معالج نے تفصیلات سننے کے بعد کہا کہ:

''یہ ہی تو اصل میڈیسن ہے کہ انسان بیمار ہی نہ ہو۔''

آج دنیا ۱۴۰۰ سال گزرنے کے بعد سائنٹفک ریسرچ کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصولوں تک پہنچ رہی ہے اور آپ ؐ کے اصولوں کو اختیار کررہی ہے۔ آپ ؐ کے معمولات زندگی صبح سے شام اور رات ہونے تک ایسے تھے کہ اگر ہم آج ان اصولوں کے مطابق زندگی گزاریں تو اپنے خاندان اور معاشرے کو ایک صحت مند قوم میں ڈھال سکتے ہیں۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کر کے انفرادی اور اجتماعی صحت کے بجٹ میں ۶۰-۷۰ فیصد کمی کی جاسکتی ہے، جو اس مہنگائی کے دور میں اسوۂ محمدیؐ پر عمل کرنے کا فوری فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ (القرآن)

اس لئے آپ ؐ کی تعلیمات (طب نبوی صحت سے متعلق تعلیمات) پر عمل کر کے بے شمار فوائد اور کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زندگی کے ہر شعبے میں آپ ؐ کی تمام تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

جسم کی صفائی (نہانا یا غسل)

فضا میں موجود گرد و غبار، کیمیکل اور جراثیم وغیرہ جسم پر لگتے رہتے ہیں، اگر گرد و غبار وغیرہ کو وقتاً فوقتاً صاف نہ کیا جائے تو بہت سے کیمیائی مادے ایسے ہوتے ہیں جن سے خارش یا الرجی ہوسکتی ہے، جو بعد میں جلدی بیماری کا سبب بن سکتے ہیں:

☆... جراثیم جسم کی سطح پر خاص طور پر بغلوں، گھٹنوں، رانوں وغیرہ میں پروان چڑھتے ہیں، بدبو آنے لگتی ہے، انفیکشن ہوسکتا ہے۔ مسلسل کئی روز تک غسل نہ کرنے سے بے شمار بیماریاں پیدا ہوسکتی ہیں۔

☆... اسی طرح کم غسل کرنے والوں کو جوئیں ہوسکتی ہیں۔

☆... پسینے کے غدودوں کے مساموں پر فاسد مادے جمع ہوجاتے ہیں، جس سے بدبو پیدا ہوتی ہے۔

☆... بعض مریض نزلہ، زکام، کھانسی کے ڈر سے مہینوں نہیں نہاتے، ماہرین کے مطابق ان میں سے اکثر کو کھانسی کی شکایت، پسینے کی بدبو اور الرجی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

فوائد

غسل کرنے سے جسم کو فاسد مادوں سے نجات ملتی ہے، تھکن دور ہوجاتی ہے، غسل سے ایک طرح جسم کی مالش بھی ہوجاتی ہے اور ایک سکون کا احساس ہوتا ہے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ آپ ؐ ہفتے میں کم از کم ایک مرتبہ اور اس سے بھی زیادہ غسل فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

دل کی بیماری سے محفوظ رہنے کی ترکیب

دل کے امراض اور دل کے دورے کے مریضوں میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے، خاص طور پر شہروں میں۔ اس کی بہت سی وجوہات کے ساتھ ایک وجہ ہمارے ہاں کھانا کھانے کے فوراً بعد چہل قدمی کا رواج ہے۔ ماہرین کے مطابق کھانا کھانے کے بعد دوران خون کا بڑا حصہ معدے کی طرف جاتا ہے، اس لئے کھانے کے بعد جسم کے باقی حصوں یہاں تک کہ دماغ کی طرف بھی خون کم جاتا ہے اور غنودگی محسوس ہوتی ہے، اگر کھانے کے بعد آرام کیا جائے تو نظام ہضم پر بھی اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور دل کی صحت بھی متاثر نہیں ہوتی۔ کھانا کھانے کے فوراً بعد اگر چہل قدمی کی جائے تو دل پر بوجھ پڑتا ہے، دل کی شریانوں کو صحیح طور پر خون نہیں ملتا، اس سے دل پر اس کے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور دل کے دورے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

صحیح طریقہ

کھانا کھانے کے فوراً بعد تقریباً ایک گھنٹہ آرام کیا جائے تاکہ دل پر بوجھ نہ پڑے اور ہاضمے پر اچھے اثرات مرتب ہوں (کتاب الحج، بخاری)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ مبارکہ تھا کہ

آپ کھانے کے فوراً بعد قیلولہ (آرام) فرماتے۔ (ابن ماجہ) اگر آپ کے اس اسوۂ مبارکہ کے مطابق عمل کیا جائے تو دل کو بیماریوں سے محفوظ رکھ سکتے ہیں بعض افراد کو رات کے کھانے کے بعد چہل قدمی کی عادت ہوتی ہے۔ انہیں ماہرین یہ مشورہ دیتے ہیں کہ کھانے کے فوراً بعد آرام کریں، بعد میں چہل قدمی کر سکتے ہیں۔

کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک مارنا

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ مائیں بچوں کو چائے، دودھ، دلیا، کھچڑی وغیرہ کھلاتے وقت پھونک مار کر ٹھنڈا کر کے دیتی ہیں، پھونک مارنے سے ماں کی سانس سے نکلنے والے جراثیم بچے کے کھانے پینے کو آلودہ کر دیتے ہیں اور بچے کو نقصان پہنچ سکتا ہے، اسی طرح بڑے بھی اپنے کھانے پینے کی چیزیں پھونک مار کر ٹھنڈا کریں تو سانس کی نالی کے گندے جراثیم کھانے پینے کے ساتھ معدے میں چلے جاتے ہیں اور نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ دنیا بھر کے ماہرین کھانے پینے کی اشیا میں پھونک مارنے سے منع کرتے ہیں۔ آپؐ نے برتن میں سانس لینے اور پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (موطا امام مالکؒ) اگر سانس لینا ہو تو برتن منہ سے جدا کر کے پھر سانس لیں۔ (جامع ترمذی) اگر ہم اس اسوۂ محمدیؐ پر عمل کریں تو خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی بہت سی بیماریوں سے بچا سکتے ہیں، اس کے ساتھ ہی اسوۂ محمدیؐ پر عمل کرنے کی برکات سے بھی فائدہ اٹھائیں گے۔

سانس کی نالی کی حفاظت

صبح سویرے اکثر لوگوں کو کھانسی ہو جاتی ہے، اس کی بڑی وجہ گرد و غبار اور الرجی کرنے والے عوامل ہیں جو سوتے ہوئے ناک اور منہ کے ذریعے ہماری سانس کی نالی میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ ذرات وغیرہ ہمارے جسم، کپڑوں، بالوں، بستر وغیرہ پر موجود ہوتے ہیں، چونکہ سوتے ہوئے ہمارا ہاتھ غیر ارادی طور پر ناک، منہ کی طرف جاتا ہے، تو یہ سانس کی نالی میں داخل ہو سکتے ہیں اور صبح یا تو کھانسی کا باعث بنتے ہیں یا پھر غیر محسوس سانس کی نالی کی تنگی کا، یعنی ایسی تکلیف جو ہم بہت محسوس نہیں کر سکتے، لیکن اس سے جسم کو نقصان ہوتا ہے۔ ماہرین یہ مشورہ دیتے ہیں کہ رات کو بستر صاف کر کے سوئیں، سونے کے لئے کپڑے تبدیل کریں اور سونے سے پہلے ہاتھ، ناک، منہ دھو لیں، سر کے بالوں کو گیلا کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ مبارکہ تھا:

☆... آپؐ سونے سے پہلے وضو کرتے۔

☆... بستر کو اچھی طرح صاف کرتے (جھاڑتے)۔

☆... اپنا کرتا تبدیل کرتے (دوسرے کپڑے پہنتے)۔ (شمائل ترمذی، نبوی لیل ونہار)۔

اگر ہم اسوۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریں اور سوتے وقت لباس کی تبدیلی، بستر کی صفائی کو معمول بنالیں، وضو کر کے سوئیں تو صبح کی کھانسی اور رات کو سانس کی نالی کو پہنچنے والے مسلسل نقصان سے خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی بچا سکتے ہیں۔

دانتوں کی صفائی

دانت انسانی جسم میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ کھانے پینے کی ہر شے منہ سے گزر کر جسم میں داخل ہوتی ہے، اس کے لئے دانتوں کی صحت پر جسم کی صحت کا دارومدار ہے، کھانے کے بعد اگر دانتوں کی صفائی نہ کی جائے تو دانتوں کے درمیان پھنسے کھانے کے ذرات بعد میں گل سڑ جاتے ہیں، مسوڑھوں کی سوجن اور درد کا باعث بن سکتے ہیں، اسی طرح دانتوں پر تہہ بن جاتی ہے، جسے (Plaque) کہتے ہیں۔ یہ جراثیم کے جمع ہونے کی جگہ بن جاتے ہیں اور اگر دانت وقتاً فوقتاً صاف نہ کئے جائیں تو کیڑا لگ سکتا ہے۔ دانتوں کا انفیکشن (بار بار کا) دل کے والو کی خرابی کا باعث بن سکتا ہے۔ اس کے علاوہ آنتوں کا انفیکشن بھی ہو سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک (برش) کرنے کی اتنی تاکید کی ہے کہ شاید ہی کسی چیز کی ہو۔ آپؐ سو کر اٹھتے، کھانے کے بعد، وضو کرتے وقت (دن میں کئی مرتبہ) سونے سے پہلے مسواک کرتے۔ (متفق علیہ) آپ کھانے کے بعد خلال فرماتے۔ (سنن ابو داؤد) یعنی جو ذرات دانتوں میں پھنسے ہوتے انہیں نکالتے۔ آپ کی سنت کے مطابق اگر ہم دن میں کئی مرتبہ مسواک یا برش کریں اور کھانے کے بعد خلال کریں تو بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

سادی غذا

عام طور پر ہمارے معاشرے میں اب تک یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ روٹی سفید یا میدے جیسے آٹے کی اچھی ہوتی ہے۔ جدید سائنسی تحقیق کے بعد یہ نیا رجحان آیا ہے کہ بھوسی والے آٹے کی روٹی اعلیٰ کوالٹی کی ہوتی ہے، بازار میں بھوسی والی ڈبل روٹی اب مہنگی فروخت ہوتی ہے، بھوسی والے آٹے کی روٹی کے جو فوائد تحقیق کے بعد آئے ہیں وہ مختصراً یہ ہیں:

۱:... قبض اور اس سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے بچاؤ، مثلاً بڑی آنت کا سرطان، بواسیر اور مستقل سر میں درد سے بچاؤ۔

۲:... دل کے امراض اور فالج کی ایک بڑی وجہ خون میں کولیسٹرول کی زیادتی ہے، کولیسٹرول کو کم کرنے کے لئے بھوسی والی روٹی آزمودہ نسخہ ہے۔

۳:... موٹاپے اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی پیچیدگیوں سے بچاؤ کا بہترین نسخہ بھوسی والی روٹی کا استعمال ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھائی۔ آپؐ بغیر چھنے

آٹے کی روٹی کو پسند فرماتے تھے، اگر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں بھوسی والی روٹی کے استعمال کو فروغ دیں تو بہت سی بیماریوں سے محفوظ بھی رہیں گے اور سنت نبویؐ پر عمل کا ثواب بھی ملے گا۔

مونچھیں ترشوانا

بال جراثیم اور وائرس کا گھر ہوتے ہیں، اگر کسی فرد کی مونچھیں اتنی بڑی ہوں کہ کھانے پینے کی شے میں ڈوب جائیں تو یہ کھانے کو جراثیم سے آلودہ کرتی ہیں اور بیماری کے امکانات بڑھتے ہیں۔ ماہرین طب مشورہ دیتے ہیں کہ مونچھوں کو کھانے میں نہ ڈوبنے دیا جائے تاکہ انفیکشن سے بچا جاسکے۔ رحمۃ للعالمین کا معمول تھا کہ آپؐ مونچھیں کترواتے تھے اور فرماتے کہ: ''خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السلام بھی ایسا ہی کرتے تھے۔'' (ابواب الادب جامع ترمذی) آپؐ کی اور بھی کئی احادیث مونچھیں کتروانے اور پانی وغیرہ کو مونچھوں سے آلودہ نہ کرنے کے بارے میں ہیں، اگر ہم آپؐ کے اسوۂ مبارکہ کے مطابق کھانے پینے کی اشیاء کو جراثیم سے بچانے کے لئے مونچھیں کتروائیں تو بیماریوں سے بھی بچیں گے اور اسوۂ محمدیؐ پر عمل پیرا ہونے کی برکتیں بھی حاصل ہوں گی۔

جراثیم سے پھیلنے والی بیماریوں سے حفاظت

بہت سی بیماریاں جو ایک فرد سے دوسرے کو پہنچتی ہیں: کھانسنے اور چھینکنے سے یعنی سانس کی نالی سے نکلنے والے جراثیم سے پھیلتی ہیں۔ نزلے کا وائرس اس کی عام مثال ہے، جو چھینکنے سے منتقل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جراثیم سے پھیلنے والی بہت سی بیماریاں منتقل ہوتی ہیں، چھینک، دراصل سانس کی نالی/ ناک کے راستے جانے والے مضر ذرات کو جسم سے نکالنے کی بہترین ذریعہ ہے۔ اسی لئے چھینکنے پر الحمدللہ کہا جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو اپنا منہ ڈھانپ لیتے اپنے ہاتھ سے یا اپنے کپڑے سے، اپنی آواز پست کرتے۔ (ابواب الادب، جامع ترمذی) اگر ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کے مطابق کھانسیں اور چھینکیں تو بیماریوں کے پھیلنے سے اپنے بچوں اور خود اپنی حفاظت کرسکتے ہیں اور سنت نبویؐ پر عمل کرنے کی برکات سے بھی فائدہ اٹھائیں گے۔

سونے سے قبل بعض احتیاطی تدابیر

بعض اوقات رات کو سوتے وقت چھوٹے کیڑے مکوڑے ہاتھوں پر کھانے پینے کے ذرات کی وجہ سے کاٹ لیتے ہیں، اسی طرح پینے کے پانی اور کھانے وغیرہ میں زہریلے جانور، کیڑے مکوڑے گرنے کے بھی واقعات عام ہیں، چوہے کے کاٹنے کے واقعات بھی عام ہوتے جارہے ہیں۔ اس حوالے سے آپؐ نے تاکید کی کہ رات سونے سے پہلے:

☆... دروازہ بند کردو، ☆... پینے کے برتن کو اچھی طرح ڈھانک دو، ☆... کھانے کے دیگر برتنوں کو ڈھانک دو، سونے سے پہلے چراغ گل کردو۔ (شمائل ترمذی) ☆... سونے سے پہلے جلتی ہوئی آگ نہ چھوڑو۔ (صحیح مسلم) ☆... سونے سے پہلے چکنائی (وغیرہ) ہاتھ پر نہ لگی رہ جائے۔

اگر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ہدایات کے مطابق رات کو یہ احتیاطی تدابیر اختیار کریں اور اپنے بچوں کو بھی یہ احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی عادت ڈالیں تو بہت سے حادثات اور بیماریوں سے بچ سکتے ہیں۔

ناخن کاٹنا

بڑھے ہوئے ناخن جراثیم، وائرس اور کیڑوں کے انڈوں کا گھر ہوتے ہیں۔ ماہرین طب یہ مشورہ دیتے ہیں کہ ناخنوں کو بڑھتے ہی کاٹ دینا چاہئے تاکہ جراثیم جمع نہ ہوسکیں۔ اس حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناخنوں کے ترشوانے کی بارہا تاکید کی ہے۔ (شمائل نبوی) اگر ہم سنت نبویؐ کے مطابق ابتداء ہی سے اپنے بچوں کو یہ عادت ڈالیں کہ وہ ناخن بڑھتے ہی کٹوائیں اور خود بھی اس پر عمل کریں تو بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

ہاتھ دھونے کی تعلیم

قضائے حاجت سے فارغ ہوکر ہاتھوں کو اچھی طرح پاک صاف نہ کرنا، بہت سی بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔ مثلاً ٹائی فائیڈ، ہیضہ، دست اور پیچش کی بیماریاں اور پیٹ میں کیڑے ان سب کے جراثیم استنجا کرنے پر ہاتھوں پر لگ جاتے ہیں، اگر ہاتھوں کو اچھی طرح صابن وغیرہ سے نہ دھویا جائے تو یہ بیماریاں پھیل سکتی ہیں، جب کہ آپؐ کا معمول تھا کہ آپ دست لینے کے بعد الٹے ہاتھ کو مٹی سے رگڑ کر دھوتے اور پاک کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی، نبوی لیل ونہار)

کھانے کو جراثیم سے محفوظ رکھنا

بالوں کو جراثیم اور وائرس کا گودام کہہ سکتے ہیں، بہت سے جراثیم اور وائرس جو فضا میں ہوتے ہیں، بالوں میں چپک جاتے ہیں، یہ جراثیم ہاتھ لگانے پر جھڑتے بھی رہتے ہیں، آپریشن تھیٹر میں اس سے بچنے کے لئے سر کو باقاعدہ کور کیا جاتا ہے۔ ماہرین طب یہ کہتے ہیں کہ کھانا پکاتے اور نکالتے وقت سر کو ڈھانپ کر رکھنا چاہئے تاکہ یہ جراثیم کھانے کو آلودہ نہ کرسکیں، اس کی واضح مثال تمام اچھے فوڈ سینٹرز میں سر پر ٹوپی اوڑھنے کا طریقہ ہے، ہمارے معاشرے میں اس کے برعکس باورچی خانے میں سر ڈھانکنے کا رواج بالکل نہیں نتیجتاً کھانا آلودہ ہوجاتا ہے۔

پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے

میں صحابیاتؓ ڈھانک کر رکھتی تھیں۔ سر ڈھانکنے کی واضح تعلیمات قرآن و سنت میں موجود ہیں۔ (الاحزاب،النور) اگر ہم اپنے گھروں میں یہ اہتمام کریں کہ اسوۂ محمدیؐ کے مطابق کھانا پکاتے اور نکالتے وقت سر ڈھانپ کر رکھیں تو اپنے کھانے کو آلودہ ہونے سے بچائیں گے، یہ صحت کی حفاظت کا بہترین طریقہ ہے۔

کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ اچھی طرح دھونے چاہئیں، بعض افراد تو کھانے سے پہلے باقاعدہ صابن سے ہاتھ دھوتے ہیں، لیکن پھر جراثیم سے پاک ہاتھوں کو تولئے سے پونچھ کر دوبارہ جراثیم آلودہ کر لیتے ہیں، تولئے سے جراثیم ہاتھ میں منتقل ہوجاتے ہیں۔ کھانے میں فوڈ پوائزنگ ہوسکتی ہے، دنیا بھر کے ڈاکٹرز کی رائے یہ ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئے جائیں لیکن تولئے وغیرہ سے خشک نہ کریں بلکہ ویسے ہی خشک (ہوا میں) ہونے دیں۔

اس حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے تھے۔ (کتاب الطہارہ سنن نسائی) آپؐ وضو، غسل کے بعد بھی اکثر جسم کو (تولیا وغیرہ سے) نہیں پونچھا کرتے تھے۔ (سنن نسائی) کھانے سے پہلے ہاتھ دھوکر پونچھنے کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ اگر ہم اسوۂ نبویؐ کے مطابق اپنے بچوں کو عادت ڈالیں، ہمارے بچے کھانے سے پہلے ہاتھ ضرور دھوئیں اور بعدازاں ہاتھ تولئے سے نہ پونچھیں تو ہم اپنے بچوں اور خاندان کو بہت سی بیماریوں سے بچاسکتے ہیں اور اسوۂ محمدی کی برکات سے بھی مستفید ہوں گے۔

متوازن غذا اور تعلیمات نبوی

صحت کا شعور متوازن غذا کی طرف انسان کو متوجہ کرتا ہے۔ ہمارے یہاں غذائیت کا مطلب یا گھی کی مقدار کی زیادتی ہوگیا۔ حالانکہ (Balance Diet) اصل ''صحت مند'' غذا ہے۔ ماہرین غذا یہ مشورہ دیتے ہیں کہ گوشت، سبزی کا استعمال، دالیں، فائبر ڈائٹ، شوربے والا سالن اور سلاد۔ یہ سب اہم ہیں، بہت زیادہ تیل و گھی میں تلی ہوئی اشیا اتنی فائدہ مند نہیں جتنا سمجھا جاتا ہے۔

آپ کو کدو (لوکی، کدو، میٹھا کدو) بہت مرغوب تھا۔ آپ کو شوربے والا کھانا مرغوب تھا، اس کی تاکید بھی فرماتے، آپ کو ہانڈی اور پیالے کا بچا ہوا کھانا مرغوب تھا۔ (جس میں تری کم ہوتی ہے) آپ گوشت پسند فرماتے، ککڑی، لوکی پسند تھی۔ آپؐ کے اسوۂ مبارکہ سے یہ اصول ملتا ہے کہ آپؐ متوازن غذا پسند فرماتے، شوربے والا سالن تیل کے کم استعمال میں معاون ہے۔ اگر ہم اسوۂ نبوی کے اصولوں پر بیلنس ڈائٹ استعمال کریں تو برکات کے ساتھ یہ فوری فائدے بھی ہمیں حاصل ہوں گے۔

صبح سوکر اٹھنے کا طریقہ

(دل کی بیماری سے محفوظ رہنے کی ترکیب)

سوتے ہوئے ہمارا جسم حالتِ آرام میں ہوتا ہے۔ حالتِ آرام میں دل کو جاگنے اور کام کرنے کی حالت کے مقابلے میں بہت کم کام کرنا پڑتا ہے، اس لئے اگر نیند سے بے داری پر اچانک کھڑے ہوکر چلنا شروع کردیں تو دل پر بوجھ پڑتا ہے، بعض افراد کو دل کا دورہ بھی پڑ جاتا ہے۔ ماہرین امراض قلب یہ بتاتے ہیں:

(۱) سوکر اٹھیں تو بستر پر چند لمحوں کے لئے بیٹھ جائیں (تاکہ دل اپنے آپ کو نئی پوزیشن میں کام کرنے کے لئے تیار کرلے)۔

(۲) دونوں ہاتھ سے آنکھیں ملیں (آنکھیں ملنے سے دل کو جانے والے اعصاب دل کی دھڑکن کو جسم کی نئی پوزیشن کے مطابق Adjust کرنے میں معاونت کرتے ہیں)۔

(۳) پھر کھڑے ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوکر اٹھنے کا طریقہ جو احادیث میں بیان کیا گیا ہے، یہ تھا:

آپؐ بے دار ہوکر آنکھوں کو ملتے تھے، بستر پر کچھ دیر بیٹھتے (اتنی دیر جس میں بعض روایات کے مطابق ۱۰ آیات پڑھتے) ہم سب کا مشاہدہ ہے کہ معصوم بچے سوکر اٹھتے ہیں تو آنکھیں ملتے ہوئے اٹھتے ہیں، چونکہ سب بچے فطرت (دین فطرت پر ہوتے ہیں) اگر ہم اپنے بچوں کو عادت ڈالیں کہ وہ اسوۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سوکر اٹھیں تو دل کی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

نہاتے ہوئے جسم کی حفاظت

نہاتے وقت جسم پر ایک دم پانی ڈال دیا جائے تو جھرجھری سی آتی ہے۔ جسم کے حفاظتی نظام کو جھٹکا سا لگتا ہے، یہ اس لئے ہوتا ہے کہ پانی اور جسم کا ٹمپریچر مختلف ہوتا ہے، اچانک شاور کے نیچے کھڑے ہونے یا غسل خانے میں جاتے ہی جسم پر پانی ڈالنے سے دل کو جانے والے اعصاب متاثر ہوسکتے ہیں۔ اگر یہ عمل بار بار ہو تو دل کی مستقل تکلیف بھی ہوسکتی ہے۔ ماہرین طب یہ کہتے ہیں کہ جسم کو نقصان سے بچانے کے لئے غسل کرتے یا نہاتے وقت جسم کو بتدریج گیلا کرنا چاہئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا طریقہ یہ تھا کہ آپؐ پہلے ہاتھ دھوتے، وضو کرتے، جیسے نماز کا وضو، انگلیاں گیلی کرکے بالوں کی جڑوں تک خلال کرتے، تین مرتبہ سر پر پانی ڈالتے۔ اگر ہم اسوۂ محمدیؐ کے اصول کے مطابق نہانے کی عادت ڈالیں تو جسم کو پہنچنے والے نقصان سے بھی بچیں گے اور اسوۂ محمدیؐ پر عمل کرنے کی برکات سے بھی فائدہ اٹھائیں گے۔

☆☆..........☆☆

مسجد نبوی، مسجد حرام میں

رمضان المبارک کی برکتوں کا نزول اور عمرہ کی فضیلت

ابومریم

ماہ مبارک میں یوں تو پوری دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور ہر طرف ایک روحانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ مسلمان کسی بھی ملک میں ہو۔ ان میں روزے اور رات کو تراویح کی لذتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ہر مسلمان پر ایک خوشی کی کیفیت ہوتی ہے لیکن حرم بیت اللہ اور حرم مسجد نبوی اور روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تو رمضان المبارک کی برکتوں اور رحمتوں کی کیفیت اور مشاہدہ کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ یہ سعادت نصیب فرماتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کوئی مبالغہ نہیں ہوگا کہ انسان محسوس کرتا ہے کہ جیسے اس خطے میں واقعی شیطان قید کر دیے ہوں۔ لوگ شعبان المبارک ہی میں ماہ مبارک کی تجلیات اور برکتوں کو لوٹنے کی تیاریاں شروع کر دیتے ہیں۔ ۲۹/ شعبان المبارک کی ظہر کی نماز سے ہی پہلی صف کے متوالے اپنی اپنی جگہ سنبھالے تیز دھوپ میں مغرب کی نماز کے انتظار میں بیٹھ جاتے ہیں۔ ماہ مبارک کی تیاریاں کے لئے بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام خدام تیاری شروع کر دیتے ہیں۔ اہل مکہ اور اہل مدینہ منورہ اپنا نظام الاوقات تبدیل کر دیتے ہیں۔ چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ چاند کا اعلان سنتے ہی تمام اہل مکہ مکرمہ اور اہل مدینہ منورہ بیت اللہ شریف اور روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد نبوی کی طرف رواں دواں ہو جاتے ہیں، تراویح شروع ہونے سے پہلے ہی بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی میں تل دھرنے کی جگہ باقی نہیں رہتی اور جب امام حرم کعبہ اور امام مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ اکبر کی آواز بلند ہوتی ہے تو حرم کعبۃ اللہ اور مسجد نبوی شریف میں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے نور کی بارش ہو رہی ہے۔ بیس رکعات تراویح میں قرآن کریم کی ایسی کشش ہوتی ہے کہ دنیا بھر سے بے شمار مسلمان اس سعادت کے حصول کے لئے طویل سفر کرتے ہیں۔ چاند رات ہی سے وہ سعادت مند جو رمضان المبارک کے عمرہ کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ احرام باندھ کر قافلوں کی شکل میں عمرے شروع کر دیتے ہیں کیونکہ ان کے سامنے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہوتا ہے:

”جس نے رمضان المبارک کا عمرہ کیا اس نے گویا میرے ساتھ حج کیا۔“ مختلف ممالک کے لوگ مختلف شکلوں میں ایک ہی لباس زیب تن کئے ہوئے جب ”لبیک اللھم لبیک“ کی صدائیں بلند کرتے ہیں اور بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے دعائیں مانگتے ہیں تو حرم کعبہ میں ایک خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ رات بھر طواف کرنے والے اور عمرہ کرنے والوں سے حرم بیت اللہ شریف کی رونق میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ساری رات صلوٰۃ و سلام پیش کرنے والے اللہ تعالیٰ سے مناجات میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اہل مکہ اور اہل مدینہ دو بجے افطاری کر کے بیت اللہ شریف میں پہنچ کر عبادات میں مصروف ہو جاتے ہیں اور فجر کی نماز تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، فجر کی نماز ادا ہوتے ہی رات بھر عبادت کرنے والے اپنے گھروں کو آرام کرنے چلے جاتے ہیں جبکہ عشاق کے تازہ دم قافلے عمرہ اور طواف اور روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرنے کے لئے پہنچ جاتے ہیں۔ دس بجے سے پھر صف اول کے متوالے نمازوں کے انتظار میں اپنی جگہ سنبھال لیتے ہیں۔ ظہر کی نماز کے بعد پھر حرم کعبۃ اللہ اور مسجد نبوی میں تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی وہ طواف جو دس منٹ میں آسانی سے ہو سکتا ہے ایک گھنٹہ تک میں بمشکل پورا ہوتا ہے۔ عصر اور مغرب کے بعد مسلسل طواف کرنے والے لگاتار افطار تک طواف میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ مغرب سے ایک گھنٹہ پہلے بیت اللہ شریف سے باہر افطار کرانے کی سعادت حاصل کرنے والے کھجوروں اور افطار کے سامان کی تقسیم میں مصروف ہو جاتے ہیں اور مسجد نبوی میں بڑے بڑے دسترخوان لگا دیے جاتے ہیں۔ دروازے کے باہر دسترخوان لگانے والے کھڑے ہو کر ایک ایک مہمان رسول کی منت کر کے اپنے دسترخوان پر لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ دنیا بھر سے آئے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پڑوسیوں کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ افطار سے ایک گھنٹے پہلے ہی لوگ دعاؤں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اس وقت مسجد نبوی اور مسجد حرام بیت اللہ شریف میں ایک عجیب روحانی کیفیت ہوتی ہے۔ پورا مکہ مکرمہ اور پورا مدینہ منورہ بیت اللہ

شریف اور مسجد نبوی میں جمع ہوکر اسلام کی شان و شوکت کا مظاہرہ کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

یکم رمضان سے یکم شوال تک حرمین شریفین میں ایسا محسوس ہوتا ہے گویا انوار رحمت کی بارشیں ہورہی ہوں۔ پاکستان سے بھی ہر سال ایک لاکھ سے زائد عمرہ کی سعادت حاصل کرنے والے ان برکتوں اور رحمتوں سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ ماہ مبارک کے آخری عشرہ میں تو بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی شریف اعتکاف کرنے والوں سے پُر ہوجاتی ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر لوگ پاکستان اور ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ رمضان المبارک میں ہر عبادت کا ثواب ستر گنا تک ہوجاتا ہے اور جب یہ مبارک لمحات بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی شریف میں مل جائیں تو ایک لاکھ اور پچاس ہزار تک ان کے ثواب میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو توفیق عطا فرمائی ہے وہ اس سعادت کے حصول کے لئے حرمین شریفین کا سفر اختیار کریں تو ایک مومن کے لئے اس سے بڑا کوئی اعزاز نہیں۔☆☆

قرآن، اخلاق اور ماہِ رمضان

حکیم محمد سعید

اگر ہم تاریخ اسلام پر گہری نگاہ ڈالیں اور تاریخ اسلام کے واقعات اور لمحات پر غور کریں اور بہ فکر عمیق مسلمانوں کے اخلاق و کردار کا گہرائیوں سے سمجھنے کی سعی کریں تو ایک بات ہمیں متاثر کرکے رہے گی کہ سچا مسلمان اور مومن زیور اخلاق سے مزین اور طاقت اخلاص سے بہرہ ور ہوگا۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ انسان مسلمان ہو اور وہ بداخلاق ہو اور طاقت اخلاق و حسن اخلاق سے عاری اور محروم ہو، اگر سچ بات کہی جائے تو یہ ہے کہ انسان و اخلاق، اخلاق و مسلمان اور اخلاق و مومن ہم معنی ہیں۔ اخلاق کے بغیر انسان، مسلمان اور مومن ہونے کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میں تکمیل اخلاق کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔“

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کرہ ارض اور اس دنیا میں ایک انقلاب برپا کرنے کے لئے نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور اس انقلاب کا عنوان اور اس انقلاب کا راستہ اخلاق قرار پایا۔

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کرۂ خاکی کو اور اس پر رہنے، بسنے والے انسان خاکی کو جس انقلاب سے روشناس کرایا اس کا نام اسلام ہے، یعنی سلامتی و رحمت۔ اس انقلاب اسلامی کی بنیاد اخلاق ہے۔ اسلام کا لایا ہوا انقلاب تابع اخلاق ہے اور اسلام کا ہر پیغام و پیام اخلاق سے عبارت ہے۔ اخلاق و اسلام ہم معنی اور ہم مفہوم ہیں۔ جب مسلمان کی زندگی میں اخلاق کا یہ مقام ہے تو ہر مسلمان کو اس پر غور کرنا چاہئے کہ اگر معاملات زندگی میں اور کاروبار حیات میں اس کا کردار کسی طرح بھی اخلاق سے عاری اور خالی ہے تو خود اس کا مقام کیا رہ جاتا ہے؟ اور اس کی حقیقت کیا رہ جاتی ہے؟ اس کارزار حیات میں مسلمان نے اپنا مقام جو قائم کیا اور اقوام و ملل عالم میں اپنا لوہا منوایا اور اپنا تشخص قائم کیا، اس کی بنا اور اس کا ذریعہ لازماً اور صریحاً بلند تر اخلاق تھا۔ مسلمان سربلند ہوا اور سرفراز تو اس لئے ہوا کہ انقلاب اخلاق برپا ہوجانے کے بعد وہ ساری اقوام عالم کے لئے نمونۂ اخلاق حسنہ اور پیکر حسن اخلاق تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ہر ہدایت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت ہمیں دعوت فکر دیتی ہے اور تمام معاملات زندگی میں ہمیں تابع اخلاق بناتی ہے۔

رُشد و ہدایت اپنی معراج کو اس دن پہنچتے ہیں کہ جب ۲۷/ رمضان المبارک کو سرچشمۂ ہدایت جاری ہوجاتا ہے اور نزول قرآن ہوجاتا ہے۔ آواز اخلاق اپنے منتہیٰ کو پہنچ جاتی ہے اور دنیا کا فرد، فرد اور کرۂ ارض کا نفس، نفس اس کو سن لیتا ہے:

”ماہ رمضان، جس میں اتارا گیا قرآن جو ہدایت ہے لوگوں کے لئے اور جس میں روشن دلیلیں ہیں راہ پانے کی اور حق و باطل میں تمیز کرنے کی۔“ (البقرہ:۱۸۵)

جن افراد امت نے یہ سمجھا ہے کہ قرآن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام ہے اور مقدس ہے، انہوں نے بات کو صحت کے ساتھ سمجھا ہے اور جن لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ اس کلام مبارک کی تلاوت فرض ہے اور موجب برکات و فیوض وہ بھی ضرور صحیح راستے پر ہیں لیکن لفظ یہی کافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف، صاف فرماتا ہے کہ قرآن تمہارے لئے ہدایت ہے کہ تم اپنے اعمال کو اس کی روشنی میں درست کرو۔ قرآن تمہارے لئے فکر و عمل کی راہوں کو ہموار کرتا ہے اور تفکر کے لئے تم کو دعوت دیتا ہے۔ قرآن تمہارے لئے آواز اخلاق ہے کہ جو آسمانوں سے بلند ہوئی ہے اور زمین والوں کے لئے مشعل راہ بنی ہے اور نور ہدایت۔

تلاوت قرآن کریم بے شک، موجب برکت ہے اور سبب فیوض، مگر قرآن پڑھ کر اس کا سمجھنا بھی ضروری ہے اور سمجھ کر اس پر عمل کرنا بھی لازمی ہے۔ جب تک مسلمان نے اس آواز اخلاق پر کان دھرے اور جب تک مسلمانوں نے قرآن فہمی کو موضوع فکر بنایا اور جب تک مسلمانوں نے اس کتاب ہدایت کی روشنی میں اپنے اعمال کو درست رکھا اور اپنے کردار و افعال کو اس کے نور سے منور رکھا، دنیا کی ہر طاقت ان کے زیر نگیں رہی، کیونکہ وہ دنیا کی سب سے بڑی

طاقت یعنی اخلاق سے مالا مال اور لیس تھے۔ تاریخ عالم پر مسلمانوں نے اپنی بلندیٔ اخلاق اور اپنے حسن عمل کے ناقابل فراموش اور انمٹ نقوش قائم کئے اور ہر انسان کو اپنے رنگ میں رنگ دیا۔ مگر جب سے قرآن زینت طاق بنا اور قرآن ورد زبان موجب برکت محفل قرار پایا، اس کے بعد سے قرآن ناشناسی نے اور اس کے لازمی نتیجے میں غیر صالح اعمال نے مسلمانوں کے پائے مرتبت کو شکستہ کر دیا اور ان کی سربلندی اور ان کی سرفرازی کو زمین بوس کر کے رکھ دیا، اب حال یہ ہے کہ معاملات زندگی ناہموار ہو گئے ہیں اور کاروبار حیات روح اخلاق سے خالی و عاری۔

آج کا انسان میدان زندگی میں ایک ایسی دوڑ دوڑ رہا ہے کہ جو اسے کسی منزل تک نہیں لے جا سکتی اور مقام رفعت تک اس کی رسائی ممکن نہیں رہی ہے۔ وہ تو اب بس معاشی حیوان بن کر رہ گیا ہے، روح حسن عمل اس سے خارج ہو چکی ہے۔ درحقیقت یہ صورت حال ایک ایسی پستی ہے کہ جو انسان اور مسلمان کے شایان شان نہیں، اگر آپ سے سوال کیا جائے کہ انسان کی سب سے بڑی طاقت کون سی ہے، تو آپ کیا جواب دیں گے؟ میرا تو قطعی جواب یہ ہوگا کہ سب سے بڑی طاقت اخلاق ہے۔

ہادیٔ برحق، نور مجسم، سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد میں یہاں دہراتا ہوں:

''میں اس دنیا میں تکمیل اخلاق کے لئے بھیجا گیا ہوں۔''

صرف یہی ارشاد اخلاق کی قوت و عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔ اخلاق ہی سب کچھ ہے، آیئے، ہم ایک فیصلہ کریں، ہمارا یہ فیصلہ بہترین ہوگا۔ تاریخ ساز ہوگا، ہم فیصلہ کریں کہ:

☆ ہم ایک دوسرے سے محبت کریں گے۔

☆ ہم ایک دوسرے کا احترام کریں گے۔

☆ ہم اپنے تعلقات میں اور معاملات میں اسلامی روایات کا پاس و لحاظ رکھیں گے۔

دنیا میں سب سے بڑی کامیابی دلوں کو فتح کرنا ہے، قلوب کی تسخیر ہے، لوگوں کے دل جیتنا ہے اور دل صرف اخلاق ہی سے جیتے جا سکتے ہیں۔ اخلاق و اسلام ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں اور دنیا میں مسلمانوں سے زیادہ بااخلاق کوئی نہیں ہوتا۔ ہمیں ایک انقلابی زندگی کی حاجت ہے، ضرورت ہے کہ اس ماہ صیام میں ہم آواز اخلاق کو سنیں کہ جو اللہ کی کتاب اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ہم تک پہنچی ہے اور پھر اپنی زندگیوں میں ایک انقلاب بپا کر لیں، ایسا انقلاب کہ جو پاکستان کو اقوام عالم میں سرفراز اور سربلند کرے۔

☆☆..........☆☆

رعایا پروری کا صلہ

خلیفہ معتمد باللہ نے احمد بن طولون کو مصر کا گورنر بنا کر بھیجا، اس زمانہ میں مصری رعایا پر حکومت وقت کی طرف سے بڑے بڑے بھاری ٹیکس عائد کئے گئے تھے۔ حضرت احمد بن طولون کو جب یہ معلوم ہوا کہ رعایا پر بھاری محصول عائد کئے گئے ہیں تو انہوں نے سرکاری محاسب سے کہا کہ رعایا پر سے ٹیکس کا بوجھ کم کرنا چاہتا ہوں۔ محاسب نے حساب لگا کر بتایا کہ اس طرح ایک لاکھ دینار سالانہ کا خسارہ سرکاری خزانہ میں واقع ہوگا جس کا کسی اور طرح پورا ہونا مشکل ہے۔ حضرت احمد ابن طولون چپ ہو گئے۔

انہوں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ان سے کوئی کہہ رہا ہے کہ اگر تو نے رعایا کے ٹیکس معاف کر دیئے تو تمہیں قدرت ایک بہت بڑا دفینہ دے گی، صبح کو انہوں نے ہمت کر کے ٹیکسوں کی معافی کا اعلان کر دیا، دوسرے دن ابن طولون ترک سپاہیوں کے ساتھ شکار کے لئے گھوڑوں پر سوار ہو کر نکلا، راستے میں اچانک ایک سپاہی کے گھوڑے کا پاؤں زمین میں دھنس گیا، کافی کوشش کے باوجود گھوڑے کا پاؤں باہر نہ نکل سکا، اس پر تمام سوار اپنے اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے، گھوڑے کا پاؤں نکالنے کے لئے زمین کھودی گئی تو ایک تہہ خانہ کا زینہ نظر آیا، سپاہی مٹی ہٹا کر تہہ خانہ میں اترے تو دیکھا کہ سونے چاندی اور جواہرات کا انبار لگا ہوا ہے جن کی چمک سے تہہ خانہ جگمگا رہا ہے، جوہریوں کو دکھا کر مال کی قیمت کا اندازہ کرایا گیا تو معلوم ہوا کہ کسی طرح سے بھی یہ مال دس لاکھ دینار کی مالیت سے کم کا نہیں ہے۔

احمد بن طولون نے خزانوں کا کچھ حصہ غربا میں تقسیم کر دیا اور باقی سے ایک شفا خانہ تعمیر کرایا، جہاں بیماروں کا مفت علاج کیا جاتا تھا، جب فوج کی کثرت کے باعث فسطاط میں مزید آبادی کی گنجائش نہ رہی تو ابن طولون نے ایک اور چھاؤنی بنوائی، نئی چھاؤنی کے قریب ایک ٹیلہ تھا جس کو وہاں کے لوگ اپنی زبان میں ''المقطم'' کہا کرتے تھے اور اس ٹیلہ کے متعلق مشہور تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی ٹیلہ پر عبادت کیا کرتے تھے۔ ابن طولون نے وہاں ایک مسجد تعمیر کرانا چاہی، مسجد کی بنیادیں کھودی جا رہی تھیں کہ ایک جگہ سے ایک بہت بڑا خزانہ برآمد ہوا، اس کے بعد ابن طولون نے معمول رکھ لیا کہ ہر ہفتہ تین ہزار دینار غریبوں اور حاجت مندوں میں تقسیم کرتا اور اس مسجد کی تعمیر میں بھی زر کثیر خرچ کیا اور مسجد کی تعمیر کی نگرانی بھی بذات خود کرنی شروع کر دی، دو سال کی محنت کے بعد جب مسجد مکمل ہوئی تو ابن طولون نے ایک مشہور عالم دین کو ''درس حدیث'' کے لئے مسجد میں مقرر کیا اور خود بمعہ اپنے بیٹوں کے عام طلبا کی طرح مسجد میں آ کر درس حدیث میں شامل ہونے لگا، ایسے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی مخلوق کی خیر خواہی کرنا سب سے نیک کام ہے۔

کاش! کہ ہمارے روساً اور امرآ اور عمالِ حکومت کے دل بھی قدرت غریبوں کی خیر خواہی کی طرف پھیر دیتی۔ غریبوں کی حالت بھی سدھر جاتی اور امیروں کو بھی دین و دنیا کی کامیابی حاصل ہو جاتی۔

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

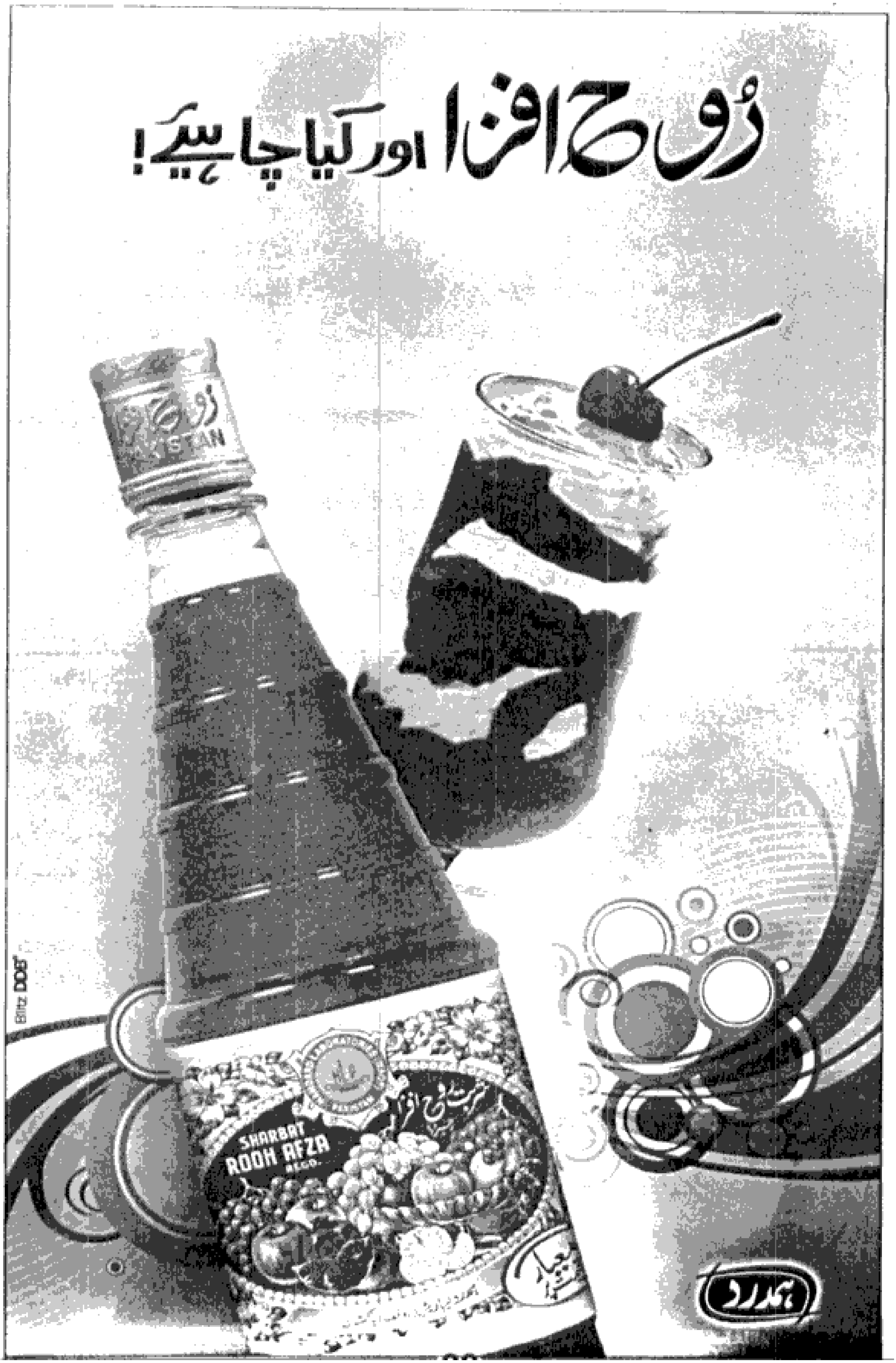
روح افزا اور کیا چاہیئے!
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
ہمدرد

انسانی جان کا تحفظ

شاہ بلیغ الدین

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کی پیشانی چوم لی۔ خلیفہ وقت اس وقت اتنے خوش تھے کہ باید و شاید ہی اتنے خوش دیکھے گئے ہوں، اسوقت ابن حذافہ سہمیؓ اکیلے نہیں تھے، اسد الغابہ کی روایت ہے، اس وقت ان کے ساتھ اسی مجاہدین اسلام موجود تھے، سب خوش تھے سب اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے تھے اور بہت سے اللہ والے وہاں جمع تھے، ہر ایک کے چہرے پر مسرت کھیل رہی تھی۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ، حضرت خالدؓ بن ولید، حضرت امیر معاویہؓ، حضرت عمروؓ بن العاص اور ان کے ساتھی مسلمان جنرل شام کے مختلف علاقوں میں رومی فوج کو شکست پہ شکست دے رہے تھے اور وہ وقت آ گیا تھا کہ رومی شام چھوڑ کر بھاگنے والے تھے کہ مجاہدین اسلام کا ایک دستہ رومیوں کی فوج کے نرغے میں آ گیا۔ مجاہدین کو گرفتار کرکے رومی سپاہ بہت خوش ہوئی اسلام نے فاتحین کا جو کردار متعین کیا ہے اس پر کوئی قوم پوری نہیں اترتی، یہ کچھ اپنے منہ میاں مٹھو بننے والی بات نہیں بہت بڑی سچائی ہے جسے دنیا میں کوئی نہیں جھٹلا سکتا۔ رومیوں نے مسلمانوں کو پکڑا تو سب سے پہلے ایمان کا سودا کرنا چاہا، مسلمان کہاں ایمان چھوڑتے ہیں؟ رومی تو سب کو اسی بہانے سے مار پھینکنا چاہتے تھے لیکن حضرت عبداللہ بن حذافہ نے اللہ کی راہ میں بار بار مارے جانے کی تمنا کا اظہار کرکے رومیوں کو دنگ کر دیا۔ ان کے جذبہ ایمانی سے مرعوب ہو کر رومی جنرل نے کہا: میں آپ جیسے بہادر کی جان نہیں لے سکتا، مگر میرے بادشاہ کی برتری آپ کو ماننی ہوگی۔ آپ قیدی بن کر آئے ہیں، اب جان بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ آپ ہمارے بادشاہ کے ماتھے کو بوسہ دیں۔

جواب ملا: میں حق پرست، تم آدمی کو خدا ماننے والے تثلیث کے قائل، یہ ممکن نہیں، جان لینا ہے لے لو، ہم میدان جنگ میں نکلتے ہیں تو ہمارا مطلوب و مقصود تو شہادت ہوتی ہے، میں وحدانیت چھوڑ کر تثلیث کی برتری نہیں مان سکتا۔

کس موقع پر ابن حذافہؓ کیا کر رہے تھے ان کی تو سمجھ ہی میں نہ آتا تھا، مجبور ہو کر ان سے کہا گیا: جان بھی بخشتے ہیں اور بہت سی دولت بھی دیں گے، اب تو آگے بڑھ کر شہنشاہ کی پیشانی چوم لو؟ حضرت عبداللہ بن حذافہ کے تیور یوں تھے جیسے کہہ رہے ہوں: جان بخشنے والا اللہ تعالیٰ ہے تم کون ہو؟ رہی دولت تو ہماری نظر میں سونے کا پہاڑ بھی بے حقیقت ہے، یقین محکم کی یہ شان دیکھ کر ترغیب کا دامن اور پھیلا دیا گیا، کہا گیا دولت بھی لے لو اور ایک حسین و جمیل لڑکی بھی لے لو، زر، زن، زمین اور آزادی ہر پیشکش کو ٹھکرا دیا گیا، تو اب رومیوں کی کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کریں؟ اپنی برتری منوانے پر سب بضد تھے، آخر ان سے کہا گیا: اب تم اپنے سب ساتھیوں پر نظر ڈالو، تعداد میں یہ مجاہد اسی تھے، ہم ان سب کو آزاد کیے دیتے ہیں بشرطیکہ تم ہمارے شہنشاہ کا سر چوم لو۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ جو کسی بات کے لئے تیار نہ تھے، اس پیشکش پر آگے بڑھے اور رومی شہنشاہ کا سر چوم لیا۔

حکم ہے اپنی جان کی حفاظت کرو، یہ بہت قیمتی ہوتی ہے، اس لئے خودکشی کو بدترین گناہ قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے تاکید کی گئی ہے کہ کتنی ہی مصیبت پڑ جائے موت کی دعا نہ مانگو اور اسی لئے قرآن کریم نے واضح کر دیا کہ شرک اور انسان کا قتل، یہ دو گناہ ایسے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا، دوسروں کی جان لینے والا دنیا میں بھی رسوا اور آخرت میں بھی رسوا۔ دوزخ کے سوا اس کا کوئی اور ٹھکانہ نہیں، کسی وجہ سے انسانی جان لینے کی اجازت نہیں، نہ سیاسی مقصد کے لئے، نہ غصے میں، نہ پرانی دشمنیوں کی وجہ سے۔ انسانی جان صرف شریعت کے حکم سے لی جا سکتی ہے اور بس۔ مسلمانوں کے ایک ایک بچے کی جان قیمتی ہے، کون جانے زندگی کے کس لمحے میں اس کی کون سی نیکی قبول ہو جائے، اسی لئے جہاد کے قوانین بھی بہت احتیاط سے بتائے گئے ہیں، اپنی جان پر کھیل کر حضرت عبداللہ اسی اہل ایمان کی جان بچا کر لوٹے تو خلیفہ وقت حضرت عمرؓ نے ان کی پیشانی چوم لی کہ اہل ایمان کی جان بچانے سے بڑھ کر کوئی اور کارنامہ نہیں۔

☆☆..........☆☆

صحابہ کرامؓ کا عشق رسول ﷺ

”دنیا میں انسانوں کے کسی گروہ نے کسی انسان کے ساتھ اپنے سارے دل اور اپنی ساری روح سے ایسا عشق نہیں کیا ہوگا جیسا کہ صحابہ کرامؓ نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے راہ حق میں کیا۔ انہوں نے اس محبت کی راہ میں وہ سب کچھ قربان کر دیا جو انسان کر سکتا ہے اور پھر اس راہ سے انہوں نے سب کچھ پایا جو انسانوں کی جماعت پا سکتی ہے۔“

(مولانا ابوالکلام آزادؒ)

مسجد نبوی کا سفر

ساتویں قسط

دیارِ حبیب ﷺ سے دیارِ غیر تک

مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ

مسجد نبوی حسن و جمال میں اپنی مثال آپ ہے' لیکن مسجد نبوی کی تمام تر زیبائی و رعنائی اس کی ساری رونقیں اور تمام تر جاذبیت و کشش کا مرکز و محور روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہے' جو مسجد نبوی میں بائیں جانب واقع ہے' کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ "قلب انسانی جسم میں بائیں طرف واقع ہوتا ہے۔" قلب انسانی کی غیر معمولی اہمیت کے پیش نظر اس کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے گرد پسلیوں کا حصار بنایا ہے' روضہ اقدس کے تین اطراف میں سبز جالیاں ہیں' جس میں اندر کی جانب دیکھا جائے تو ایک سرخ و سبز رنگ کا غلاف نظر آتا ہے' جو زمین سے چھت تک چاروں جانب نظر آتا ہے۔ اس غلاف پر قرآنی آیات لکھی گئی ہیں' غلاف کے پس پردہ روضہ اقدس چاروں اطراف سے پختہ حصار میں محفوظ ہے' روضہ اقدس کی بیرونی جالیوں اور غلاف کے مابین ۵-۶ فٹ کا کھلا راستہ چاروں طرف موجود ہے' اکثر لوگ اسی غلاف کو قبور مبارک کا غلاف تصور کرتے ہیں' بعض تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی قبریں ستر اسی برس تک زیارت عام کے لئے کھلی رہیں۔ ۸۸ ہجری میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان مقدس قبور کے گرد ایک پنج گوشہ احاطہ تعمیر کیا' کہا جاتا ہے کہ اسی پنج طرفین والی عمارت پر غلاف چڑھا ہوا ہے۔ ۵۵۷ ہجری میں سرتاج الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو دو یہودی سازش کے تحت نقب لگا کر چوری کرنے کی کوشش میں مصروف تھے' اس سازش اور واقعہ کے بعد سلطان نورالدین زنگی نے روضۂ اقدس کے گرد چاروں طرف سے پانی کی سطح تک سیسہ پگھلا کر دیواریں کھڑی کردیں' جس سے ایک اور حصار کھڑا ہوگیا' اب غلاف کے اندر کا نقشہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

مسجد نبوی میں عہد نبویؐ اور دور صحابہ کرامؓ کی یادگاروں کی عظمت' رفعت و شوکت کو دیکھا اور محسوس کیا جاسکتا ہے' ایک زائر کے لئے سب سے زیادہ پرکشش جگہ ریاض الجنۃ ہے' جسے محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا ٹکڑا قرار دیا ہے۔ ریاض الجنۃ میں قبلہ رخ کھڑے ہوں تو بائیں جانب روضہ اقدس ہے' جس کے دونوں جانب دو بڑے ستون صدیوں سے پہریدار کی حیثیت میں کھڑے دکھائی دیتے ہیں اور دائیں جانب منبر رسولؐ ہے' جس پر رحمت کائناتؐ بیٹھ کر اپنی زبان فیض ترجمان گوہرفشاں سے صحابہ کرامؓ کو وعظ فرمایا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے' مستانے' پروانے' دنیا و مافیہا سے بیگانے ہوکر آپ کا وعظ سنتے' اور دین اسلام کے موتی چنتے تھے' اسی جانب منبر کے سامنے سفید ماربل کا چبوترہ ہے' جس کی چھت ۵-۶ فٹ کے درمیان ہوگی' یہ چبوترہ موذن رسولؐ حضرت بلال حبشیؓ کی یادگار ہے' جس پر کھڑے ہوکر وہ اذان دیا کرتے تھے۔ اب بھی مسجد نبوی میں جب اس جگہ سے اذان کی صدا بلند ہوتی ہے تو حضرت بلالؓ کی یاد تازہ ہوجاتی ہے' یہ الگ بات ہے کہ اب عرب میں اذان بلال تو ہے لیکن روح بلال باقی نہیں رہی:

"رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی"

چبوترہ کے سامنے وہ محراب نبویؐ ہے' جہاں امام الانبیاء نماز ادا فرمایا کرتے تھے' محراب کی پیشانی پر تحریر ہے: "ہذا محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم" جبکہ دائیں جانب ماربل کے پتھر پر "ہذا مصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" تحریر ہے' یہی وہ متبرک جگہ ہے جو فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدوں سے آباد ہے سجدہ گاہ کی جگہ کو دیوار میں چن دیا گیا ہے' البتہ قدوم رحمت کی جگہ کو چھوڑ دیا گیا ہے' جب کوئی خوش نصیب زائر یہاں نفل ادا کرتا ہے تو ٹھیک اس جگہ سجدہ ادا کرتا ہے' جہاں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلمؐ کے قدم مبارک ہوا کرتے تھے' حج اور رمضان کے دنوں میں یہاں اتنا رش ہوتا ہے کہ گھنٹوں انتظار کے بعد باری آتی ہے' جب انسان یہاں سجدہ میں جاتا ہے تو تصور جاگ اٹھتا ہے کہ کیا یہی وہ جگہ ہے؟ جہاں رحمت کائناتؐ کے قدمین شریفین تھے؟ اس تصور کے آتے ہی سر سجدہ میں اور روح معراج پر ہوتی ہے' یہاں سجدہ میں جو کیف و سرور سرمدی ملتا ہے' اسے الفاظ کی زبان میں بیان کرنا مشکل ہے' بس جی چاہتا ہے کہ نبض کائنات رک جائے اور وقت کا پہیہ جام ہوجائے اور زندگی یہاں تمام ہوجائے' آرزوؤں اور تمناؤں کا کام

ہوجائے اور عشق بول اٹھتا ہے:

فیضی جبین شوق ہے اور ان کا نقش پا
اور کیا چاہئے مجھے اس نقش پا کے بعد

اس موقع پر مسرت وانبساط کے پیمانے چھلک پڑتے ہیں' ایسے مواقع روز بروز نہیں ملا کرتے۔ رحمت دو عالم کے مبارک قدموں کے تصور سے ضبط کے بند ٹوٹ جاتے ہیں' خوشی سے پھوٹ پھوٹ کر رونے کو جی چاہتا ہے' اس متبرک جگہ کو چومنے کے لئے دل بے تاب ہوجاتا ہے' یہاں محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ قدموں کے لمس کے احساس سے سرفرازی وسربلندی کی جو دولت نصیب ہوتی ہے' دنیا ومافیہا کے خزانے اس کے سامنے ہیچ نظر آتے ہیں' گناہگاروں اور خطاکاروں کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوسکتی ہے کہ ایسی حقیقی خوشی نصیب ہو جس پر ساری زندگی کی خوشیاں قربان کی جاسکتی ہیں:

آقا تیری معراج کہ تو لوح وقلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

☆☆..........☆☆

ان کا در چومنے کا صلہ مل گیا
سر اٹھایا تو مجھ کو خدا مل گیا

ریاض الجنۃ: ریاض الجنۃ میں آٹھ ستون ہیں جو اپنی پیشانیوں پر رفعت وعظمت کی تاریخ سجائے بڑے سج دھج کر اور وقار سے کھڑے ہیں' ہر ستون عظمت کا مینار اور فضیلت کا مظہر ہے' قبولیت دعا' مغفرت وبخشش کا آئینہ دار' عہد رسالت کی سنہری یادگار ہے' ان ستونوں سے زمانہ نبوت کی خوبصورت یادیں وابستہ ہیں۔

ستون حنانہ: عہد نبوی میں جب مسجد میں منبر کا انتظام نہیں تھا تو رسول خدا ایک خشک لکڑی کے سہارے وعظ فرمایا کرتے تھے' بظاہر یہ لکڑی خشک لیکن نسبت رسولؐ کی بدولت' سعادت وبرکت' محبت وعقیدت سے تر تھی' منبر کی تیاری کے بعد جب محبوب خداؐ اس پر تشریف فرما ہوئے تو یہ لکڑی دست نبوت سے محرومی کے سبب ہجر وفراق میں آہ وزاری کرنے لگی' جس کی گلوگیر رونے کی آواز کو مسجد نبوی میں موجود صحابہ کرامؓ نے بھی سنا۔ سرکار دو عالمؐ نے منبر سے اتر کر اس لکڑی پر دست رحمت پھیرا اور اسے جنت میں اپنی رفاقت کی نوید سنا کر خاموش کرایا' یہ لکڑی منبر رسولؐ کے قریب زمین میں دفن کردی گئی۔

ستون عائشہ: جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ میری مسجد میں ایک ستون کے ساتھ ایسا ٹکڑا ہے کہ اگر لوگ اس کی فضیلت سے آگاہ ہوجائیں تو یہاں عبادت کے لئے قرعہ اندازی کریں' سرکار دو جہاںؐ کے وصال کے بعد ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بتانے پر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس جگہ کی نشاندہی فرمائی۔ ریاض الجنۃ میں یہی وہ مقام ہے جہاں زائرین دلی مرادوں کے لئے مستجاب دعاؤں کے لئے بے تاب نظر آتے ہیں۔

ستون ابی لبابہ: اسے استوانہ توبہ بھی کہا جاتا ہے' مشہور روایت ہے کہ صحابی رسول حضرت ابی لبابہؓ نے اپنی غلطی اور خطا کے پیش نظر اپنے آپ کو اس ستون کے ساتھ باندھ لیا تھا اور قسم کھائی تھی جب تک رسول خداؐ اپنے مبارک ہاتھوں سے نہیں کھولیں گے وہ آزاد نہیں ہوں گے۔ پروردگار عالم نے صحابی رسولؐ کی اس انوکھی ادا کو پسند فرماتے ہوئے قبولیت توبہ کی آیات نازل فرمائیں۔ چنانچہ قرآنی سند کے بعد جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی لبابہ کو رسیاں کھول کر آزاد فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ نفل ادا فرمایا کرتے تھے یہی وہ مقدس ٹکڑا ہے جہاں سرور کائنات' اعتکاف کے لئے بستر لگاتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپؐ اسی ستون سے تکیہ لگاتے تھے۔ علاوہ ازیں اس مقام کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ محبوب خدا' مبلغین دین اسلام کو نازل ہونے والے کلام پاک کی تعلیم بھی یہاں فرمایا کرتے تھے۔

ستون سریر: سریر کا مطلب چارپائی اور بستر کا ہے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوران اعتکاف رات کے وقت یہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔ استوانہ سریر روضہ اقدس کی مشرقی جالی سے ملا ہوا ہے اور استوانہ توبہ کے متصل ہے۔

ستون محرس: یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہریدار کی جگہ تھی' وہ اسی مقام پر نماز ادا کرلیا کرتے تھے' مشہور ہے کہ حضرت علیؓ آپ کی پاسبانی کے فرائض انجام دیتے تھے۔ مخالفین کے شر سے محفوظ رکھنے کے متعلق جب آیات ربانی نازل ہوئیں تو یہ پہرہ ہٹادیا گیا۔

ستون وفود: مختلف علاقوں سے آنے والے وفود اس جگہ رحمت دو عالمؐ سے شرف ملاقات حاصل کرتے تھے۔ شاہ مدینہ کا دربار' روایتی بادشاہوں اور شہنشاہوں کا دربار نہیں تھا' شاہانہ جاہ وجلال کے برعکس' شاہ دو عالم کا دربار سادگی اور عجز وانکساری کا بے نظیر نمونہ تھا' ہر ملنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا' یہ ستون حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے کے پاس ہے' سفارتی طور پر یہ جگہ تاریخ اسلامی کا اہم ترین حصہ ہے۔

ستون تہجد: ہادی برحق اس جگہ اکثر نماز تہجد ادا فرمایا کرتے تھے' جب صحابہ کرامؓ اہتمام کے ساتھ نماز تہجد میں شامل ہونے لگے تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو ان کے گھروں میں نماز تہجد ادا کرنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم پر نماز تہجد اس طرح فرض نہ ہوجائے۔ یہ ستون اصحاب صفہؓ کے چبوترے

کے سامنے واقع ہے' اب یہ جگہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے باہر ہے۔

ستون جبرائیل: اسے مقام جبریل بھی کہا جاتا ہے' یہاں جبریل امین وحی لے کر حاضر خدمت ہوا کرتے تھے' اپنی فضیلت کے لحاظ سے یہ اہم مقام ہے' جہاں ملائکہ کا سردار اور سفیر انبیاء' خدا تعالیٰ کے آخری رسولؐ کے وحی کا خزانہ لے کر آتے تھے' اب یہ جگہ روضۂ اقدس کے اندر آ گئی ہے' اس لئے زائرین اس کی زیارت نہیں کر پاتے' یہ ساری جگہ ریاض الجنۃ کہلاتی ہے اور آپ کا یہ ارشاد مبارک روز روشن کی طرح چمک رہا ہے اور روز اول کی طرح مسلمانوں کے سینوں میں تروتازہ ہے اور مسجد نبوی میں تحریر ہے:

"مابین بیتی ومنبری روضة

من ریاض الجنة." (الحدیث)

یہ مجھ جیسے گناہگار و خطاکار کے لئے خوش نصیبی کی انتہا تھی کہ ریاض الجنۃ کی کیاریوں' ستون ہائے رحمت کے پہلو' محراب النبیؐ کی آغوش' منبر رسولؐ کے دامن' اصحاب صفہؓ کے چبوترہ پر اور قدمین شریفین میں بیٹھنے' نمازیں نوافل پڑھنے' تلاوت کرنے اور دعائیں مانگنے کا اکثر و بیشتر موقع نصیب ہوتا رہا۔ علاوہ ازیں مسجد نبوی میں بیٹھ کر درود شریف پڑھنے اور گنبد خضری کو ٹکٹکی باندھے اس کے حسن و جمال کا نظارہ کرنے اور مواجہ شریف کے سامنے حاضر ہو کر رحمت کائنات فخر موجودات کی ذات اقدس پر اظہار ندامت کے ساتھ اپنی طرف سے' مرحومین والدین کی طرف سے' عزیز و اقارب' بہن' بھائیوں اور اہل خانہ' خصوصاً احباب جماعت اور بزرگان دین اور اکابرین ختم نبوت کا نام بنام سلام عقیدت پیش کرنے کا معمول رہا۔

مورخہ ۲۳/نومبر تا یکم دسمبر ۱۹۹۹ء تک چالیس نمازیں ادا کرنے کی غرض سے آٹھ دن مدینہ طیبہ میں ہمارا قیام رہا' محبوب خداؐ کے شہر مدینہ طیبہ کا ہر لحہ کیف آور' ہر گھڑی بابرکت و باسعادت' ہر صبح' صبح بنارس سے حسین تر' ہر شام اودھ کی شام سے خوبصورت' ہر دن عید' ہر شب' شب سعید معلوم ہوئی' آخر کیوں نہ ہو؟ یہاں ہر سو رحمت کی برسات ہے' کتنی پیاری بات ہے' فضائیں معطر ہیں' ہوائیں معطر ہیں' کل روئے زمین پر اس آستانہ جود و کرم کی نظیر ملنی مشکل ہے' یہاں مرادوں کے پھول کھلتے ہیں' آرزوؤں کے طوفان مچلتے ہیں' فرشتے ساتھ چلتے ہیں' بجھے چراغ جلتے ہیں' تاریک دلوں کو روشنی ملتی ہے' یہاں مایوسی اور غم نام کی کوئی چیز نہیں ہے' مدینہ وہ شہر ہے جسے سرتاج الانبیاءؐ کی میزبانی کا شرف حاصل ہے' آپؐ کے قدموں کے طفیل مدینہ کو قدر و منزلت و مرتبت نصیب ہوئی' سربلندی و سرفرازی اہل مدینہ کے قریب ہوئی' اس شہر کی مٹی عجیب و غریب ہوئی' جسے یہ سعادت نصیب ہوئی کہ رحمت کائناتؐ اس میں پردہ نشین ہوئے' اس شہر کی مٹی کے ذرے ذرے حسین ہوئے' اس کے باشندے بہترین ہوئے' اس شہر کی خاک کو تاقیامت آپؐ کے جسم اطہر واطیب' انور واعلیٰ' کے بوسے لینے کی سعادت حاصل ہوگئی' مدینہ طیبہ بہار ہے' مدینہ طیبہ گلزار ہے' ہر مسلمان اس کی محبت و عقیدت میں گرفتار ہے' سب کو اس سے بے حد پیار ہے' یہاں رہنے والوں کا انشاء اللہ بیڑا پار ہے' اس حقیقت سے کس کو انکار ہے:

سراپا منیرا نگار مدینہ

تجلی مکہ بہار مدینہ بہار مدینہ

(جاری ہے)

ناپ تول میں کمی

جتنے بھی تاجر اور کاروباری حضرات ہیں' یہ ہمارے معاشرے کا ایک حصہ ہیں۔ اگر یہ حصہ اچھا رہے گا ان کا عمل اگر قابل تعریف ہوگا' امانت اور صداقت پر مبنی ہوگا تو ہمارا پورا معاشرہ امن وسکون میں رہے گا اور اگر یہ حصہ بددیانتی میں مبتلا ہوگا تو پورا معاشرہ گندہ اور خراب ہو جائے گا۔ قرآن کریم اور اسلام کسی صورت میں بددیانتی کی اجازت نہیں دیتا۔ قرآن کریم وفرقان حمید میں رب کائنات نے واضح طور پر فرمایا ہے: "ناپ تول کو پورا کرو۔" (الانعام)

سابقہ امتوں میں ناپ تول کی کمی کثرت سے پائی جاتی تھی جیسے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اس گندی بیماری میں مبتلا تھی تو حضرت شعیب علیہ السلام نے بار بار سمجھایا' کئی بار تلقین کی' سورۂ ھود میں فرمایا: "ناپ تول میں کمی نہ کرو تم کو میں آسودگی میں دیکھتا ہوں اور ایک گھیر لینے والے دن کی آفت کو تم پر ڈالتا ہوں اور اے قوم! ناپ تول کو انصاف سے پورا کرو۔"

جب قوم نے نہیں مانا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آواز جو عذاب بن کر آئی تھی' جس سے ساری قوم ہلاک ہوگئی۔

قرآن وحدیث میں جہاں بددیانت تاجروں کے لئے سخت وعیدیں آئی ہیں' امانت دار تاجر اور اسلامی اصولوں کے مطابق تجارت کرنے والوں کے لئے بہت سے انعامات کے وعدے کئے گئے ہیں۔ حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ سچا تاجر اور امانت دار تاجر قیامت کے روز انبیاء' صدیقین' شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی)

آنکھوں دیکھا حال

ردقادیانیت وعیسائیت کورس کی اختتامی تقریب!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۲روزہ سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس کی اختتامی تقریب ۷/اگست کو نو بجے صبح جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہوئی۔ اختتامی تقریب کی صدارت خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے کی۔ جبکہ استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ سرپرست اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی ناظم مولانا قاضی عبدالرشید راولپنڈی مہمان خصوصی اور مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نگرانی فرماتے رہے۔

تقریب کا آغاز معروف معالج جناب ڈاکٹر قاری صولت نواز فیصل آباد کی مسحور کن تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اختتامی تقریب سے حضرت سید ناصر فاروق شاہ، مولانا عبدالمجید جامی، قاری محمد یاسین فیصل آباد، مولانا قاضی عبدالرشید راولپنڈی، مولانا اللہ وسایا، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، قاری محمد یامین گوہر، مولانا غلام حسین سمیت کئی ایک علماء کرام نے خطاب فرمایا۔ کورس میں چار سو ایک حضرات نے شرکت کی۔

شرکائے کورس کو قادیانیت وعیسائیت اور پرویزیت کے خلاف دلائل وبراہین سے مسلح کیا گیا۔ کورس میں آٹھ بجے صبح تا بارہ بجے دوپہر، نماز عصر وظہر کے درمیان اور عشاء کی نماز کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ مختلف موضوعات پر لیکچر ہوتے رہے۔

عشاء کے سبق کے بعد اساتذہ کرام کی نگرانی میں تقریری مقابلے ہوتے۔ جامع مسجد ومدرسہ کے درودیوار تاجدار ختم نبوت کے پرجوش نعروں سے گونج اٹھتے۔ یہ روح پرور منظر بائیس دن تک رہا۔ شرکائے کورس سے تحریری امتحان لیا گیا۔ قادیانیوں کے شبہات جلد اوّل، جلد دوم، اربعین کے پرچے ہوئے اور متفرق مسائل پر چوتھا پرچہ ہوا۔

شرکائے کورس کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مطبوعات کا منتخب سیٹ مہمانان گرامی کے ہاتھوں سے دلوایا گیا۔ چنانچہ پیر سید ناصر فاروق شاہ، مولانا عبدالمجید جامی، قاری محمد یاسین فیصل آباد، مفتی ظفر اقبال کبیروڑپکا، قاری محمد یامین گوہر، مولانا عبدالوارث، مولانا خلیل احمد ملک چنیوٹ، قاری منیر احمد گوجرانوالہ، صاحبزادہ سعید احمد خانقاہ سراجیہ، مولانا عبدالرحمٰن ضیا سرگودھا، قاری عبدالرحمٰن رحیمی ملتان، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہؒ کے خادم رضوان نفیس، جامع مسجد کچہری بازار فیصل آباد کے خطیب مفتی محمد ضیا مدنی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سے انعامات واسناد دلوائے گئے۔

استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم نے علمائے کرام کی استدعا پر سند حدیث کی اجازت مرحمت فرمائی۔ استاد جی کے خطاب لاجواب کے دوران ہر آنکھ پرنم نظر آئی۔ استاد جی نے فرمایا کہ ہم ہر سال جب اس تقریب میں شرکت کے لئے آتے تو خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خان محمدؒ کی زیارت اور دعاؤں سے مشرف ہوتے۔ آج پہلا موقع ہے کہ حضرت والا کی زیارت اور دعاؤں سے محروم ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ حضرت والا کی وفات کے صدمہ سے خدام ختم نبوت اور حضرت والا کے متعلقین نے صحابہ کرامؓ کی یاد تازہ کردی۔ رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے اسلام کی کشتی کو طوفانوں سے محفوظ باہر نکالا۔ انشاءاللہ العزیز! ہم حضرت خواجہ صاحبؒ کے عظیم مشن کی آبیاری کرتے رہیں گے اور قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے۔

مولانا قاضی عبدالرشید نے کہا کہ قادیانیت کے دن گنے جاچکے ہیں اور وہ وقت دور نہیں کہ قادیانیت صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جائے گی۔ خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے اس عزم کا اظہار کیا کہ میں اپنے والد کے مشن کے لئے اپنی جان عزیز کا آخری قطرہ تک پیش کردوں گا۔ کورس حضرت صاحبزادہ صاحب کی دعاؤں پر اختتام پذیر ہوا۔

☆☆..........☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں

شرکت کے لئے زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

کو دیجیے

نوٹ مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تا کہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

قائم مقام امیرِ مرکزیہ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

[illegible]، شیخ الحدیث

مولانا عبدالمجید لدھیانوی

ناظمِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4583486, 061-4783486

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ